

ترکیباتِ غالب — تحقیقی مطالعہ

ڈاکٹر بصیرہ عنبرین

Abstract:

Ghalib's poetry is rich in literary beauties. Usage of compound words in his poetic rendition in a befitting way may also be traced. This article is a linguistic and technical study of compounds employed by Ghalib. They have been studied in light of grammar and their kinds have also been discussed. Moreover, an effort has also been made to determine how Persian language has been benefitted in coining compounds and what kinds of innovations were made in this regard. The article sheds light on Ghalib's poetry from this particular angle.

مرزا غالب اردو کے ساتھ ساتھ زبان فارسی کے بھی ممتاز شاعر تھے۔ فارسی قواعد، شعری نظام اور اقسام شاعری پر ان کی گہری نظر تھی۔ انھیں لغت پر عبور حاصل تھا اور روزمرہ و محاورہ اور زبان کے دیگر قواعدی امور میں وہ گہری علمی مہارت رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ اس لسانِ شرقی کے لغوی معیارات اور لفظوں کے مجازی محل استعمال سے بخوبی آگاہ تھے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اپنے مجموعہ اردو میں ذاتی طرزِ احساس اور خاص شعری رنگ کی تلاش کی توقع رکھنے کے بجائے وہ اپنی فارسی شاعری پر تفاخر کرتے اور اسی میں نقش ہائے رنگ رنگ کی نمود کے متنی نظر آتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان کے تمام تر شعری صابطوں پر زبان فارسی کے اثرات کا مرتبہ ہونا ایک فطری امر تھا۔ غالب کے اردو کلام میں ان کی ترکیبات کی تشكیل کے مضرمات کا جائزہ لیں تو اس اثر پذیری کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے، جہاں وہ اکثر و بیش تر قواعد فارسی کے تحت ترکیبیں تخلیق کرتے ہیں۔ کہہ سکتے ہیں کہ فارسی آمیزی غالب کی ترکیبات کا امتیاز خاص رہا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ان کے ہاں بعض اوقات متقدم و معاصر فارسی شعر کی ترکیبوں کو من و عن اپنایا گیا اور ان میں جزوی اضافات و ترمیمات کر کے یک سرنی اور تازہ ترکیبوں کی ترتیب بھی عمل میں آئی۔ غالب ترکیبی ردائیف بھی بر تھے رہے اور اس ضمن میں ان کے کلام میں فارسی شعر کے گھرے اثرات ملتے

ہیں تاہم ان کا فطری انداز سخن اور کمال درجے کی شعری استعداد اس تمام تراثر پذیری پر فائق ٹھہر تی ہے۔ ترکیبات غالب میں فارسی انداز کی حامل ترکیبوں کی عام اور مقبول ترین صورت فارسی طریق صحیح کا استعمال کرتے ہوئے ترکیب سازی کی جانب متوجہ ہونا ہے۔ ان کے ہاں متعدد ایسی ترکیبیں موجود ہیں جو سرتاسر فارسی انداز کی حامل ہیں۔ دوسری صورت وہ ہے جہاں غالب نے فارسی رنگ میں لاحقوں اور سابقوں کو اس طور پر استعمال کیا کہ ان کی ترکیبیں فارسی انداز ترکیب میں ڈھل گئیں۔ یاد رہے کہ لاحقوں کو برتنے ہوئے ان کی زبان میں شعریت اور دل کشی سابقوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ ترکیبات میں لاحق لاتے ہوئے وہ اردو زبان سے قریب تر بھی ہو جاتے ہیں اور زبان غیر سے پیدا ہونے والی غربات قدرے کم ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سابقوں اور لاحقوں سے ترتیب پانے والی ترکیبیں غالب کے کلام میں کثرت سے ہیں۔ اس قدر کہ یہ امر ان کی ترکیبات کا ایک جدا گانہ وصف بن گیا ہے۔ اسی طرح خالص فارسی کے اثرات کی ذیل میں کسرہ اضافہ کے کسی ترکیب کے آغاز یا درمیان میں برتنے کا رو یہ بھی قابل ذکر ہے۔ اس ضمن میں بہ، بر، روئے، سر، ہر، ہہر، برائے، تا، من، من جملہ، پئے، سوئے، درخور، ہمہ، پیچ از، از، زہے، زبس، کم، کم از وغیرہ جیسے متعدد الفاظ ان کی ترکیبوں کا حصہ بنتے نظر آتے ہیں۔

شاعری میں اضافی ترکیبوں کی بُنْت ایک موثر اور معروف شعری رو یہ ہے اور اردو کے کم و بیش ہر شاعر نے اس فنی حریب سے استفادہ کیا ہے۔ غالب کے ہاں اضافی ترکیبیں بہ کثرت ہیں اور کلام کی روائی، بے ساختگی اور معنویت میں ان کا کلیدی کردار ہے۔ غزلیات غالب (اردو) میں تو ایسے ابیات کی تعداد بہت کم ہے جن میں حسن شعر کو گھرا کرنے کے لیے اضافی ترکیبوں کا استعمال نہ کیا گیا ہو۔ غالب کے کلام میں ترکیبات اضافی دلفظی مرکبات سے لے کر پچھے سات الفاظ پر محیط ہیں اور بعض اوقات تو یہ مکمل مصاریع کی صورت میں ڈھل جاتی ہیں۔ اسی طرح کسرہ اضافہ کے استعمال کے ساتھ ساتھ اضافہ مقلوب کی صورت میں بھی اضافی ترکیبیں تشکیل دی گئی ہیں۔ ان کی بعض غزلوں کے ردایف تک اضافی ترکیبوں پر مبنی ہیں۔ ویسے تو اضافی ترکیبیں شعر غالب میں جا بجا نمود کرتی ہیں لیکن یہاں دو یا دو سے زاید لفظوں پر مشتمل ایسی ترکیبوں کی طرف تحقیقی توجہ دلانا مطلوب ہے، جو کثیر الجھت معنویت کی حامل ہیں۔ یوں ایسے مرکبات اضافی کی نشان دہی ہو جاتی ہے جو ابلاغ و ارسال میں مدد و معاون ہونے کے ساتھ ساتھ معنویت شعر سے آرستہ و پیراستہ ہیں۔

غالب کے ہاں ترکیبات اضافی موضوعاتی و فنی دونوں حوالوں سے لاکن ستائش ہیں۔ انہوں نے جہاں اپنے بعض اہم ترین موضوعات کی ترسیل ایسی ترکیبوں کی وساطت موثر طور پر کی ویسی قواعد و فن کے اعتبار سے ان میں متنوع تجربات کیے۔ دوسری طرف موضوعاتی و فکری لحاظ سے غالب نے اضافی ترکیبات میں خالص رنداہ و عاشقانہ فضائیں ترتیب دی ہیں اور فکری و فلسفیانہ زوایوں کے ساتھ ساتھ صوفیانہ و مابعدالطبیعتی نکات بھی ان سے متربع ہیں۔ علاوہ ازیں متذکرہ مضامین کی پیش کش کرتے ہوئے وہ اپنی انالپسندی کا اظہار کرتے ہیں اور نالہ و زاری یا اذیت کوشی کا رو یہ بھی ملتا ہے۔ اولاً عاشقانہ انداز پر مبنی ترکیبات (۱) اضافی دیکھیے:

انتظارِ ساغر، شور پندرہ ناصح، نظارة جمال، طلب گارِ مرد، اندوہِ عشق، چارہ سازی و حشت، اجازتِ تسلیم و ہوش، دیوانگی شوق، تقاضائے نگہ، عشرتِ قتل گہ اہل تمنا، داغ تمنائے نشاط، خاتہ خمیازہ، مرہون حتا، رہن غازہ، گارت گرِ جنس وفا، شکیپ خاطرِ عشق، نازش ہم نامی پشم خوباب، زکاتِ حسن، محرومِ حسن، خطِ جام مے، عرضِ نیازِ عشق، عذرِ مستی، لطفِ خاص، بیدارِ عشق، گمانِ رنجش خاطر، بھض پری، مانعِ دشت نوردی، اعتبارِ نغمہ، زخم سر، بخلتِ تقصیر، دشمنِ ارباب وفا، موج شراب، بیدارِ رشک غیر، سایہ تاک، غرقة مے، علی الرغمِ دشمن، خطِ رخسارِ دوست، بزمِ عیش دوست، وقفِ کشمکش، ضبطِ شوق، تاب جلوہ دیدارِ دوست، کشۂ دشن، آلات مے کشی، بیمارِ دوست، کشۂ دشن، غم خوارِ دوست، مریضِ عشق، بھوم نالہ، نازِ بستر، حقِ دویعت ناز، منصبِ شیفتنی، نویدِ امن، احوال بیان، محتاجِ حتا، نویدِ مقدم ناز، حریفِ رازِ محبت، نگاہِ شوق، تابِ رخیار، جوشِ جنوں، طاقتِ دیدار، آبروئے عشق، حسن بے پروا، بازارِ دوست، جوشِ رشک، ظرفِ قدح خوار، مشق ناز، فسون نیاز، حلِ مشکلِ عاشق، بالین یار، سعی بے حاصل، ہیمِ رقیب، دعویٰ وارتگی، فرصتِ کاروبارِ شوق، راہِ سخن، فروغِ حسن، ذوقِ نظارة جمال، قمارِ خاتہ عشق، طعنةِ اغیر، رخصت بے باکی و گستاخی، بھائے بوسہ، مجالِ خواب، تسلیمِ اضطراب، سروقامت، محو آئینہ داری، طرفِ نقاب، آرائشِ جمال، راہ کوئے یار، وعدہ سیرِ گلتان، طعنةِ نیافت، حظِ وصل، عہدِ تجدیدِ تمنا، بے کسی عشق، مسرتِ پیغام یار، کیفیتِ شادی، صحِ عید، منعِ گستاخی، طرزِ تغافل، بادۂ شبانہ، فروغ مے، بے کسی عشق، آغوشِ وداع، رخ نگار، خارِ بستر، حوراں خلد، عرض ناز، داغِ فراقِ صحبتِ شب، اجازتِ تسلیم و ہوش، بیکاری جنوں، زیرِ بارِ منت احسان، طالعِ بیدارِ بستر، ترکِ نبرِ عشق، ردِ قدح، بھائے مے، داغِ طعن بدعہدی، پیانۂ صہبا، صرف بھائے مے، سرِ سودائے انتظار، سختی کشان عشق، محو آرائش وغیرہ۔

ثانیاً ان کے ہاں مفلکرانہ و صوفیانہ اور مابعدالطبعیاتی مرکبات بامعنی رنگ اختیار کرتے ہیں، جیسے: عرصۂ آفاق، ذوقِ فنا، شوخی اندیشہ، کفِ افسوس، گردش سیارہ، وجودِ بحر، فتاویٰ تعلیم درس بے خودی، دم سماع، وہم غیر، غیب غیب، پاداشِ عمل، داغِ حرستِ دل، فکرِ دنیا، سرحدِ ادراک، اہل نظر، غمِ محرومی جاوید، تماشاۓ اہل کرم، طالع شوق، ذوقِ خرابی، یقینِ اجاہت، طوفانِ حادث، متگ و وجود، بدستی ہر ذرۂ، جلوہ برق فنا، رفتار عمر، پرستاری وہم، سازِ ہستی، خونِ خلق، دوریِ منزل، بھوم نا امیدی، مشغولِ حق، بھائنا راحت، غمِ ہستی، خس و خاشاک لگش، فریپ سادہ دلی، پیشِ نظر، سزاۓ کمال، سعی آزادی، مجملہ اسبابِ ویرانی، ذوقِ اسیری، ہلکستِ آرزو، نازِ مفلسان، ہستی اشیا، صورتِ عالم، انجامِ گل، خداوندِ نعمت، سراغِ جلوہ، بیگانگیِ خلق، طوفِ حرم وغیرہ۔

ثالثاً نالہ وزاری اور اذیتِ کوشی کے ضمن میں بھرپور ترکیبات اضافی ملتی ہیں جن میں: طوفانِ کیفیتِ فعل، سوزِ نہاں، فریادی بے دادِ دلبر، عاشقِ بیار، پاس درد، لذتِ الم، جوہر بیداد، کفِ سیلا ب، بھومِ اشک، حرستِ اطہار، وضعِ احتیاط، بے کسی ہاۓ شبِ بحر، کشمکش چارہِ زحمت، طاقتِ فریاد، نیامِ پروردۂ زخم گگر، فوراً اشک، حرستِ ناز، تشویشِ مرہم، گریئہ سحری، قطرۂ خوں، نالہ لب خونیں، فشارِ ضعف، زخمِ محبت، حرستِ دیدار، حرستِ لذتِ آزار، کشمکشِ نزع، وفاتِ دلبران، مژدهِ قتل، گرم فریاد، جویائے زخم کاری، باوجودِ دل جمعی، رفعے غم، رخ بے تابی،

شکوہ جور، سرگرم جفا، حاجتِ رفو، لذتِ فراغ، جراحتِ دل، جراحتِ پیکاں، دل آزردگاں، افرادگی دل، پرش جراحتِ دل، جوشِ اٹھک، تھنہِ خون وغیرہ نہایت متاثر کن ہیں۔

متذکرہ تین موضوعاتی صورتوں کے ساتھ ساتھ مرزا غالب نے پیش کش کے اعتبار سے سادہ، بے ساختہ اور عمومی انداز کی ترکیبات اضافی ترتیب دیں اور قدرے غریب اور مرصع ترکیبیں بھی ان کے کلام میں ملتی ہیں جو زیادہ تر شعوری کاوش پر بنی معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح ان کے ہاں کلاسیکی وروایتی تنقیح پر مشتمل ترکیبیں موجود ہیں لیکن اکثر مقامات پر یہ جدت پسندانہ اور منفرد و ممیز ترکیبات اضافی کی صورت اختیار کر کے سرتاسر نئے رنگ و آہنگ میں ڈھل گئی ہیں۔ سادہ، روایتی اور عمومی انداز کی اضافی ترکیبیں میں: عالم تقریر، عنان گیر، اعتماد دل، حالی دل، تنگی دل، عقدہ مشکل، وجہِ تسلی، خیالِ حسن، نقش وفا، محرومی قسمت، تھنہ وفا، سوے غیر، حسن عمل، شبِ غم، لاائق تعریز، اندازِ اثر، غمِ عشق، درخواستِ عرض، جنونِ عشق، وصالی یار، شبِ غم، دم ذکر، صرف وفا، طالبِ تائیر، غمِ فراق، تپشِ شوق، اعتبارِ عشق، اندازِ بیان، غمِ پنهان، سفرِ عشق، جرأتِ فریاد، دم تحریر، آزدگی یار، داغِ جگر، بیماری غم، غمِ فرقہ، سرنوشونما، آمدِ خط، بیرون در، اہلِ جنون، طاقتِ سخن، عیشِ رفتہ، خونِ دو عالم، داغِ عشق، وقتِ شام، گرمی بزم، ترک جتو، دیاں غیر، نامِ خدا، بہار ناز، ترک وفا، خوے یار، منکر وفا، اہل دیر، حسن طلب، جیں جبیں، حرف وفا، فصلِ گل، جلوہ گل، ترک وفا، کفِ قاتل، رشیہ گوہر، کوئے یار، بعدِ قتل، حالِ دل، داغِ دل، اشِ گریہ، دوسرے ساغر، اہل ہوس، شبِ غم، بجومِ غم، خانِ اکبر، غمِ زمانہ، عمرِ طبیعی، طاقتِ گفتار، باعثِ تحریر، اہلِ ہمت، روشناسِ خلق، تپ عشق، صورتِ شمع، ایامِ گل، نشاطِ عشق، غمِ عشاقد، شوقِ دیدار، جذبہ دل، زخم دل، تپش دل، جنمیشِ لب، بھر یار، اہل رہگذر، قطعِ نظر، اہلِ سخن، پیر کنعال، پر پروانہ، بوئے پیر ہن، زہرِ غم، جذبہ دل، داستانِ عشق، شبِ بھراں، اہل شوق، ہن مو، شیشہ میں، سر ریگزار، دم تحریر، کثرتِ غم، گواہِ عشق، پیان وفا، دل ناکام، سیاستِ درباں، نامہ دل دار، تصویرِ جانان، طرزِ ستم، چرخ بریں وغیرہ جیسی ترکیبیں خاصی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ فی الاصل غالب کا کمال ان سادہ و بے ساختہ اور روایتی و اکتسابی ترکیبیں کو اپنے شعر کے مافیہ میں بمحل لا کر نئے معانی کا حصول ہے اور اس ضمن میں وہ اس حد تک موفق ہھرے ہیں کہ اس مروج ترکیبی انداز سے ترکیبیں میں رعنائی پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسری جانب دقيق انداز کی حامل ترکیبیں میں خارک سوت فانوس، جاگیر سمندر، مشہدِ عاشق، ہلاکِ حرست پا بوس، بے منت ہوس، جوہر آئینہ زانو، مہرِ دہاں، کمندِ شکارِ اثر، داغِ پلنگ، متاعِ بودہ، حریفِ مطلبِ مشکل، جلوہِ حسن غیور، لافِ تیکیں، گنجھہ بازِ خیال، برشکالِ گریہِ عاشق، سویدائے دلِ چشم، دعویٰ وارنگی، سراغِ تفت نالہ، پشتِ دستِ عجز، شہنشاہ کو اکب، سپہ و میر علم، آن گوشِ گل کشودہ براۓ دادع وغیرہ اہم ہیں۔

غالب کی اضافی ترکیبیں کا ایک موثر دائرہ ان کی تحریدی، بحکیمی، تمثیلی اور تمثیلی ترکیبیں کے گرد کھنچتا ہے۔ یہ ترکیباتی سرمایہ خاصا جان دار ہے۔ ان میں حیاتی لے بھی موجود ہے اور یہ شعری آہنگ کے نقطے نظر سے فقید المثال ہیں۔ ان ترکیبات کی شعريت و ندرت لاائق داد ہے، مثلاً متذکرہ زایوں پر بنی ترکیبیں میں سینہ شمشیر، جوہر اندیشہ، شمار سمجھ، ہوائے سیر گل، طاقی نیساں، ریشہ نیساں، سرو چراغاں، پرتو خورشید، شعلہ جوالہ، بساطِ صحبت

احباب، چراغ خاتہ درولمش، پرتو مہتاب، عجزِ ہمت، سیلِ خانماں، اضطراب دریا، حتاے پائے خزان، سیر باغ، دیدہ جیال، بیضِ خس، دفعہ پیکانِ قضا، قنہ فکر، عجزِ حوصلہ، خوداری ساحل، رحمتِ میر درخشش، اقیمِ افت، صفرہ دشت، کنایہ بحر، رسائے دہر، پرتو خور، رقصِ شرر، آزادی نیسم، حلقة دام ہوائے گل، نواۓ گل، موچِ رنگ، رنگ اداۓ گل، گلِ حیب قبائے گل، شمعِ ماتم خانہ، مردمک دیدہ، بھر بیدہ، پرتو خوشید، جلوہ موچ شراب، آلاتِ میکشی، جوش بہار، آمدِ فصل لالہ کاری، ہوائے خرام ناز، صدائے خندہ دل، گوشِ گل، جوششِ فصل بہاری، رازِ مکتب، زعمِ جنوں، نشاطِ آمدِ فصل بہاری، سایہ شاخِ گل، سیر گفتال، شرارِ جنت، آمد آمدِ فصل بہار، اندو و شبِ فرقہ، ہوسِ شعلہ، شائبہ خوبیِ تقریب، سیر چاغاں، سازِ چن طرازی داماں وغیرہ شامل ہیں۔

اسی طرح محاسن بیان پر بنی ترکیبیات اضافی کلامِ غالب میں نہایت پرکشش کردار ادا کرتی ہیں۔ ایسی ترکیبوں میں تشبیہی واستعارتی رنگ بھی ہے اور مرمی و کنائی پیرایہ بھی۔ علاوہ ازیں یہاں مجاز مرسل کے علاقہ متاثر کرنے ہیں۔ لفظی و معنوی صنعت گری ایسی ترکیبوں سے ہویدا ہے اور تلازماً و مراعاتاً النظری پہلوؤں نے انھیں حسن بیان سے آراستہ کر دیا ہے۔ یہ کہنا بھی بے جانبیں کہ تصییف و تعلیٰ آمیز پیرایہ بیان ان ترکیبوں کو قوت و شوکت سے ہم کنار کر دیتا ہے۔ ان تمام زاویوں سے اضافی ترکیبوں کا انداز ملاحظہ کیجیے:

دوسدارِ دشمن، بالِ عنقا، سینہِ گل، نوآموڑ فنا، سطوطِ قاتل، اجزاء پریشاں، برقِ سوزِ دل، زہرہ ابر، پذبہ بالش، فرق ناز، شمعِ بزم بے خودی، سپید بزمِ دصل غیر، وقفِ بسترِ سنجاب، پہلوےِ اندریشم، انتظارِ صید، مثل جوہر قنچ، عیدِ نظارہ، غرقِ نمکداں، خمارِ شوقِ ساقی، تہمت کشِ تسکین، یادگارِ نالہ، دیوان بے شیرازہ، قحطِ غمِ الفت، نشاط کار، فروغِ شعلہ خس، پاسِ ناموں وفا، شکستِ قیمتِ دل، سرچنہِ مرثگان آہو، پشتِ خار، حسنِ تماشا، روشناسِ خلق، جلوہِ بینش، مانندِ خون بے گنہ، تمنائے زباں، محو سپاس بے زبانی، اندو و شبِ فرقہ، میر دہاں، شعلہ خس، منت کش دود، جوہرِ آئینہ، طوہیِ بسل، طسمِ دلِ سائل، دلِ گمِ گشته، فتنہِ محشر، شکستِ آرزو، نیرنگِ نظر، فتنہِ فریاد، ذوقِ خامہ فرسا، صیقلِ آئینہ، تریاکی قدمیم، چشمِ خریدار، حریفِ جوششِ دریا، روحِ نباتی، محوِ تماشاے دماغ، جلوہ گل، رہبر قطرہ، صورتِ نقشِ قدم، رفتہ رفتارِ دوست، ساغرِ سرشارِ دوست، نظارةِ نرگس، متعَّنخن، طومارِ ناز، پشتِ چشم، سامان زنگ، چشمِ روزن، کاسہِ گردوں، وسعتِ سعیِ کرم، گرفتارِ الفتِ صیاد، رازِ ہاے سینہِ گداز، گوشہِ دستار، دامِ خالی، قفسِ مرغِ گرفتار، خسِ جوہر، گوشہِ دستار، دامِ خالی، سبزہِ خط، روئے نگار، زبانِ اہلِ زباں، داغِ بدگمانیِ شمع، فسانہِ خوانی شمع، خندہ گل، مثلِ خندہ قاتل، شورِ جولاں، وجہِ ذوق، فرستِ ہستی، حریفِ سیہِ مست، مثلِ سایہِ گل، متعَّنخن خاتہ زنجیر، گلہِ سرمهہ سا، مدح ناز، زمزمهہ الاماں، بندگِ سینہ، عارِ دل، قدِ آدم، سینہِ عاشق، رخشِ عمر، وعدہِ دلدارِ دوست، گستاخیِ فرشتہ، لطمہِ موچ، قطعہِ رہ اضطراب، بالِ تدرُّو، تندیِ صہبا، ہوسِ گل، مثلِ دود، شکلِ نہایی، برقِ خرمن راحت، فتنہِ شورِ قیامت، طسمِ پیچ و تاب، آتشِ دوزخ، پیغامِ زبانی، قاطعِ اعمار، بلاۓ آسمانی، پردهِ عماری، انجین ناز، خریدارِ ذوقِ خواری، بازارِ فونج داری، زیارتِ گاہِ طفلاء، خاکِ دشتِ جنوں، دلیلِ سحر، ستارہِ گوہِ فروش، بزمِ خیال، غیرِ گل، سرپا سازِ آہنگِ شکایت، سیر ہر مو، نگاہِ آشنا، آنوشِ خمِ حلقة زنار، غارتِ گرِ ناموں، خوشیدِ جمال،

نفسِ قیس، آئین غزل خوانی، چرخِ مکوب، حسنِ تلافی، ہوسِ زر، دلِ ناداں، ہنگامِ کمال، خونے سوال، ساکنانِ نظرِ خاک، شاہِ دیدار، گرمی آئینہ، سادگی آموزِ بتاں، بسترِ تمہید فراغت، خطِ عارض، رنجِ بایں، اقبالِ رنجوری، فروغِ شمعِ بایں، پاپنے، ظرفِ تنگناۓ غزل، مرغِ اسیر، عمرِ جاوداں، چرخِ بریں، اداۓ خاص، تمہیہ طوفان، حال شہیداں گذشتہ، وقتِ وداعِ بہار، بہر آشیاں، کھلیل عمر، ضامنِ نشاط، جیپِ خیال، متاعِ دستگردال، اہنِ مریم، دامانِ خیالِ یار، غیرِ عشق، سر رشیۃ سلامت، جانکا ہی مرض، سودائے غزل خوانی، خوشنوایاں چین، کسپِ رنگِ فروغ، اعتبارِ نغمہ، دعویٰ مجیعتِ احباب، عیش بے تابی، با غبیلِ صحراء، عقدہ دل، خیالِ طرہ لیل، وحشتِ مجنون، زخمِ روزن در، حسنِ فروغِ شمعِ ختن وغیرہ۔

محنتاتِ شعر سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ غالب کی ترکیبات اضافی قواعدی حوالے سے نوع بہ نوع رنگ رکھتی ہیں۔ اس ضمن میں وہ زیادہ تر اسی و صفحی صورتوں کو اپناتے ہوئے دل کش ترکیبوں کی بُخت و تعمیر کرتے نظر آتے ہیں۔ صرف مرکبات اضافی کے سلسلے میں ان کے ہاں اہم ترین صورت یہ ہے کہ انہوں نے کثرت سے دو اسموں کے اتصال سے اضافی ترکیبوں کی تشکیل کی ہے جو مضاف اور مضاف الیہ کی صورت میں کسرہ اضافہ کے ساتھ ترتیب پاتی ہیں، مثلاً:

ندیمِ دوست، گوشہ بساط، شلیدگل، سجھے زاہد، جامہ احرام، آہ آتشیں، دریائے خون، بزمِ قدح، تارنگہ، سیل
گریہ، موجِ خون، سیلاب گریہ، زخمِ جگر، خاکِ شہیداں، لذتِ سنگ، زخمِ سوزن، پارہ جگر، رگِ گردن، کارگاہِ ہستی،
دعوتِ مرٹگاں، مرٹگاں خونِ فشاں، سرِ دامن، پیکرِ تصویر، قطرہِ خون، خونِ گرم، نقشِ قدم، نالہِ دل، جلوہِ گل، موج
رنگ، خونِ جگر، قطرہ میں، خونِ دل، دریا، بزم میں، مرٹہ یار، تارِ نفس، لبِ ساقی، الہ بہار، موج میں، گردبین میبا،
نقشِ قدم، دیوارِ چین، جام میں، دمِ سرد، صحِ طفل، موجِ آب، خارِ پا، چشمِ نرگس، گدائے میں، روئے یار، نگاہِ یار،
نگاہِ ناز، نالہِ بلبل، شیشہ میں، کنجِ نفس، موجِ شراب، نقشِ پا، کوہِ طور، بزم میں، لبِ بام، بر قی خرمن، دیدہ اختر،
حلقةِ گرداں، صدائے آب، بُن مو، دودِ چراغ، مہِ نخشب، موجہِ گل، قطرہِ شبتم، دیوارِ دبتاں، شعاعِ مہر، ذرہ
عاشق، گلِ نغمہ، پردة ساز، قبائے گل، نمیمِ شبتم، عارضِ گل، شورِ محشر، صحِ بہار، چشمِ بیتاں، موجِ بادہ، پنپہ بینا، گوشہ بساط،
شعلهِ خس، بالي ہما، خانہ آئینہ، خونِ جگر، باد بہار، تارِ زلف، سجدہ بت، نافِ زمین، نافِ غزال، لباسِ کعبہ، خواب
گل، رگِ لیلی، شرارِ سنگ، موسمِ گل، دامِ خالی، غمِ روزگار، تنگی جا، تنگی دل، بت کافر، وقتِ سفر، دمِ مرگ، مینائے
میں، آئینہ بہار، دیدہ دل، خورشیدِ قیامت، تارِ بستر، دورِ جام، جبشِ لب، دیدہ ساغر، موئے شیشہ، نگاہِ دل، وادی
مجنون، خوفِ رقیب، لبِ عیسیٰ، بیضہ قمری، جامِ جم، زخمِ تیق، نسیمِ مصر، خطِ پیالہ، نگاہِ چین، خانہ مکتب وغیرہ۔

دوسری صورت اس کے مقابلہ ہے، یعنی وہ دو اسموں کے اتصال ہی سے مرکباتِ تشکیل دیتے ہیں لیکن حذفِ کسرہ اضافہ کے ساتھ جیسے (دل آشنا گاں، زہر آب، گھوارہ جنباںی وغیرہ) جب کہ تیسری صورت دو اسموں کے اتصال سے ایسی ترکیبات اضافی کو ترتیب دینا ہے جو اضافہ مقلوب کی صورت میں سامنے آئی ہیں (جیسے تازہ نہال) غالب نے با اوقات فارسی آمیز انداز اختیار کرتے ہوئے اضافی ترکیبوں کو اس صورت میں ڈھالا ہے کہ دو

اسموں کے درمیان حرفِ اضافہ کی شمولیت کر دی ہے (جیسے دل بد دل، دل ہر قطرہ، رشتہ ہر شمع، دام ہر موج، دل تا جگر، سرتاسر، خندہ زیر لب، مگل در قاتے مگل وغیرہ) اسی طرح اضافی ترکیبوں کی ایک صورت وہ ہے جہاں انھوں نے اسم سے پیش تر حرفِ اضافہ کا استعمال کیا ہے، جیسے: زیر لب، بروئے شش جہت، سر پنج مرگان آ ہو، بہ روئے کار، بہ قدر لب و دندال، بہ مہر صید نظر، بہ حرمت کدہ شوخی ناز، بہ نالہ، بہ نگاہ غلط انداز، بہ جلوت، بہ دست بست بدست حنا، بہ پائے مگل، روئے آب، سرسودائے انتظار، بہر قطرہ خون، بہر آشیاں، برائے خندہ، تا محیط بادہ صورت، تاموج شراب، تانیض جگر، پئے خامہ مانی، سوئے قبل، از چاک گریباں وغیرہ۔ غالب نے بعض اوقات اسی صورت یعنی حرفِ اضافت اور اسم کے اتصال سے تشکیل دی جانے والی ترکیبوں کے آخر میں یا نسبت یا ' (اتصال و اتصاف) کے اضافے سے خوب صورتی پیدا کی ہے (جیسے کوکہہ شہریاری) یا بھر انھوں نے دو یا زائد اسموں اور کسرہ اضافت کے ساتھ یا کبھی کبھار اس کو محدود رکھتے ہوئے کسی صفت کو برتنے ہوئے عمده ترکیبات اضافی ترتیب پائی ہیں۔ ایسے موقع پر ان کے ہاں کلام کی شعریت و عذوبت بڑھ جاتی ہے اور کہیں کہیں ان کی پیش کردہ صفات میں تشبیہ و استعارتی پہلو دور آتے ہیں۔ کسرہ اضافت کے ساتھ ترکیبات غالب کا انداز کچھ اس طرح سے ہے:

خمارِ تشنہ کامی، جامِ زمرہ، حسنِ خود آرا، بندِ نقابِ حسن، مے کدہ بے خروش، خراب بادہ الفت، کشیہ لعل
بیاں، نگاہ بے جواب ناز، موجِ خرام یا ر، آبروئے شیوه اہل نظر، عقد گردن خوباں، خراب بادہ الفت، چشمِ مست ناز،
جادہ صحرائے جنوں، عاشق اہل کرم، درسِ دفترِ امکاں، موجِ محیط بے خودی، شایدِ ہستی مطلق، دیدہ عبرت نگاہ، دارغ
عیوب بہنگی، غلامِ ساقی کوثر، تماثلی نیرنگ تمنا، ماندہ لذتِ درد، مرگان چشمِ تر، لذتِ ریش جگر، تپشِ شعلہ
سوzaں، رنجِ گرانباری زنجیر، دیدہ خون بار، حریصِ لذتِ آزار، دیدہ خونناہ فشاں، سماں ناز، زخمِ دل، نمک پاش
خراشِ دل، ہدفِ ناوک بیداد، خستہ تبغیحِ ستم، نشانِ جگرِ سوختہ، فشارِ تنگی خلوت، خوابِ عگیں، تبغیحِ تیز عیاں، ہمہت
دشوار پسند، در گنجینہ گوہر، صحیح بہارِ نظارہ، گرِ درہ جولانِ صبا، اعجازِ ہواۓ صیقل، موجہ سبزہ نو خیز، دودِ شمع کشته، ارزانی
مئے جلوہ، سرونشاط بہار مئے، غم خوار جان در دمند، دلِ حسرت زده، حریفِ دمِ افعی، اسدِ خستہ جاں، لبِ تشمہ تقریر،
دماغِ عطر پیرا ہن، بساطِ نشاطِ دل، دامِ کلفتِ خاطر، دلِ ناعاقتبت اندیش، ماوش بچارہ ہم، خالِ کنجخہ ہن، سوارِ سمند
ناز، دودِ چراغِ کشته، خندہ دندال نما، فرش پا انداز، سودِ چراغِ کشته، دلالِ جنسِ رسوائی، محشرستان بے قراری،
در عدالت ناز، خندہ دندال نما، کچین گلتانِ تملی، شمع سیہ خانہ ملی، رشتہ شیرازہ مرگاں وغیرہ۔

غالب کے ہاں ترکیباتِ اضافی کی ایک صورت کچھ اس انداز سے نمود کرتی ہے کہ وہ دو صفات واحد کو کسرہ اضافت کے ساتھ پیش کر دیتے ہیں جس سے نہ صرف کلام میں استدالی رنگ ابھرتا ہے بل کہ زور بیان کے عناصر پیدا ہو جاتے ہیں، جیسا کہ متذکرہ ترکیبوں سے ظاہر ہے۔ انھوں نے ترکیباتِ اضافی میں حرفِ اضافہ اور ضمیر تمہیں یا پھر اس کے اتصال سے بھی خوب صورتی پیدا کی (جیسے: باحمدگر، بیخودی، بجز خجلت تھیم، از خود رفتہ وغیرہ) اور اسی طرز کے تحت حروفِ اضافت کو ترکیباتِ اضافی کے آغاز میں استعمال کیا۔ اس سلسلے میں ان کے ہاں نمایاں

حروف اضافہ پر، بر، سر، ہر، بہر، برائے، تا، پئے، در، ہمہ، زہے اور زبس ہیں، جنہیں ترکیبات اضافی کے آغاز یا وسط میں برت کروہ عمہ مرکبات بناتے ہیں۔

غالبتاً عطفی ترکیبوں کا تناسب غالب کے اردو کلام میں مقابلۃ کم دکھائی دیتا ہے۔ اردو شاعری میں غالب نے عطفی ترکیباتی ضابطوں کو جہاں کہیں اختیار کیا، وہ معنویت کے حصول میں خاصہ کامیاب رہے ہیں۔ غالب کی عطفی ترکیبوں میں مراعات ااظہری شباہتوں سے کام لیا گیا ہے اور ان ترکیبات سے تضاد و تناقض کی خصوصیت بھی جملکتی ہے، نیز صفت و موصوف اور لازم و ملزم کے علاقوں کو مخلوق رکھتے ہوئے بھی مرکبات عطفی ترتیب پاتے ہیں۔ کہیں کہیں وہ سابقوں اور لاحقوں کے اتصال اور صفت نسبتی (ی) کے اضاف سے اپنی عطفی ترکیبوں کو معنی خیز بنا دیتے ہیں۔ ان کے عطفی مرکبات مختصر بھی ہیں اور طویل بھی اور خالِ مکمل مصرعوں پر محیط دکھائی دیتے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ خیال آفرینی اور بلاغت معنی کے سلسلے میں غالب نے ان سے پرکشش انداز میں مدلی ہے، غالب کی عطفی ترکیبیں اردو اور فارسی کی کلاسیکی شعری روایت سے انجذاب و اکتساب کے باصف اپنے محل استعمال میں یک سرناور اور منفرد و ممتاز ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ شعروں میں اس طور پر دخیل ہیں کہ بظاہر سادہ و عام مرکبات نئے معانی سے ہم کنار ہو جاتے ہیں۔ دل چسپ امر یہ ہے کہ ان عطفی ترکیبوں کو اگر شعر کے کامل تناظر سے الگ کر کے دیکھا جائے تو ان میں کوئی خاص کشش دکھائی نہیں دیتی۔ حقیقتاً یہ غالب کا حسن استعمال ہے جو ان میں رعنائی و لطافت پیدا کیے ہوئے ہے۔ موضوعاتی سطح پر کلام غالب میں مرکبات عطفی کی وساطت سے حسن و عشق، کم واردات قلبی، مجبوری و حرمان نصیبی، نالہ وزاری، ایذا دوستی، قوت و شوکت، فطرت پسندی، لاحصلی و بے سروسامانی، کم وقعتی و کم مانگی کے ساتھ ساتھ حیات و کائنات کے بارے میں مفکرانہ و فلسفیانہ خصائص دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جب کہ فنی و اسلوبی سطح پر متذکرہ ترکیبوں میں تشبیہات و استعارات اور ترادف و طباق کی وساطت پیکر تراشی اور تمثیل کاری کے جوہر ابھرے ہیں۔

عطفی ترکیبوں کی تشکیل کرتے ہوئے غالب نے نوبہ نو قواعدی طریق کار اختیار کیے۔ کبھی وہ دو یا زائد اسموں کو یوں لاتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے معطوف ہوں تو کبھی دو اسمائے معطوف اور واوی عطف کو مذوف یا مذکور صورت میں لے آتے ہیں۔ یوں بھی ہوا ہے کہ انہوں نے دو اسموں کو بہ صورت اتباع (واوی عطف کے ساتھ یا اسے مذوف رکھتے ہوئے) لا کر یہ اہتمام کیا ہے کہ دونوں اسم ایک معنی رکھتے ہوں یا قریبی معنی دیں یا پھر کم از کم باہم تناسب ضرور ہوں۔ مزید برآں غالب مرکبات عطفی کی تشکیل کرتے ہوئے دو اسموں کو واوی عطف کے اتصال سے یا پھر اسے مذوف رکھتے ہوئے، ان کے ہمراہ کسی صفت کو لے آتے ہیں جس سے دل پذیر عطفی مرکبات سامنے آئے ہیں۔ اسی طرح دو اسم ایسے لائے گئے ہیں جو ایک دوسرے کے معطوف ہیں (کبھی واوی عطف مذکور تو کبھی مذوف) اور ساتھ ہی ساتھی (نسبت) لا کر خوب صورتی اور معنی آفرینی کا حصول کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ غالب کی وہ عطفی ترکیبیں جب مرکبات اضافی کی آمیزش کے ساتھ اجاگر ہوتی ہیں تو ان کا انداز جدا گانہ ہو جاتا ہے، خصوصاً جب اضافی عطفی ترکیبوں کے آخر میں یا آغاز میں کسی صفت کا اہتمام کر دیا جاتا ہے۔ ایسی ترکیبیں

اسی مقالے میں عطفی و اضافی ترکیبوں کی ذیل میں زیر بحث آئی ہیں۔ یہاں متذکرہ صورت سے قطع نظر کرتے ہوئے سطور بالا میں مندرج عطفی صورتوں کو واضح کرنے کے لیے چند ترکیبات عطفی درج کی جاتی ہیں:

دست و بازو، رسم و رواہ، پیچ و تاب، بے سہ و پا، تاب و توہ، دست و پا، بے پو والی، جمع و خرج، داد و ستد، ننگ و نام، آب و گل، دیوار و در، دارور سن، مہر گیا، لکھن، شہپر، مہر و دفا، تغ و کفن، دشنه و خبر، ناز و ادا، ناز و غزہ، آہ و فغال، فتنہ و فساد، جیب و دامن، در و دالم، در و دیوار، آہ و زاری، پیالہ و ساغر، چنگ و رباب، خرقہ و سجادہ، جام و سبو، ساغر و بینا، شرع و آئین، چنگ و رباب، سجھ و زنار، قیس و کوہن، مہر و ماہ، پیچ و خم، خس و خاشاک، طرز و روشن، سرو و صنوبہ، دل و دیدہ، سگن و خشت، قد و گیسو، دل و جاں، دل و جگر، شیشہ و قدح، سبزہ و گل، ابر و بار، سادگی و پرکاری، بے خودی و ہشیاری، آزادہ و خودبیں، داد و ستد، پیش و دتی، گرانجانی، پیار دار، اند وہ رُبا، دستانی، جوال میر، بے پرو والی، فریاد و آہ و زاری، تنک آبی وغیرہ۔

واضح رہے کہ عطفی مرکبات کی ذیل میں غالب نے ائمی و صفحی ترکیبات نہایت عمدگی سے ترتیب دیں۔ ان کے ہاں وہ صورت میں بھی پرکشش ہے جہاں وہ دو صفات واحد کو واوی عطف کے ساتھ لائے ہیں یا پھر صفت اور اسم کے مابین واوی عطف کا اہتمام کرتے ہوئے دل کش صورت گری کرتے ہیں۔ موضوعاتی سطح پر دیکھیں تو غالب کی عاشقانہ انداز کی حامل عطفی ترکیبوں میں یاں دامن، جیب و دامن، بال و پر، غزہ و عشوہ و ادا، صاعقة و شعلہ و سیماں، سرور و سوز، جوش و خروش، فریاد و آہ و زاری، خودبیں و خودآرا، قد و رخ وغیرہ جیسی متعدد ترکیبیں حصول معانی میں معاون ٹھہری ہیں۔ جب کہ صوفیانہ و تیمی عطفی ترکیبوں کا تناسب قدرے کم ہونے کے باوصف خاصاً بمحل اور بامعنی ہے۔ اس ضمن میں دیدہ و دل، آزادہ و خودبیں، دستگاہ و قطرہ، بادہ و ساغر، خلوت و جلوت، مے و آئین، خرقہ و سجادہ، شیشہ و قدح و کوزہ و سبو، دارور سن، سجھ و زنار، شرع و آئین، وجود و عدم، دل و دیں اور ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز جیسی عطفی ترکیبوں کے توسط سے انہوں نے خاصے گھرے علمتی مقابیم کا حصول کیا ہے اور یوں فکری و فلسفیانہ حوالے سے معنی خیز نکات کا استخراج ممکن ہو پایا ہے۔ دوسری طرف فتنی حوالے سے غالب کے ہاں ترادف و تخلاف پر بنی لفظیات سے ترکیب پانے والے عطفی مرکبات گھری معنویت سے ہم کنار ہیں۔ ایسے مرکبات عطفی فطرت کے منظرنامے سے کشید شدہ ہیں اور داخلی و ذاتی اور روحانی و رومانی واردات و جذبات کے آئینے میں صورت گری کرتے ہیں۔ الفاظ متضاد پر استوار عطفی ترکیبوں میں جمع و خرج، مہر و ماہ، آب و گل، فرد اودی، گہ و بے گہ، غم و شادی، نظارہ و خیال، نشیب و فراز وغیرہ کا بمحل استعمال ملتا ہے جب کہ ترادفات پر منی ترکیبات میں لعل و گہر، ابر و باد، چنگ و رباب، گل والا، سرو و صنوبہ، خس و خاشاک، طرز و روشن اور پیچ و خم وغیرہ سے مفید مطلب متائج اخذ کیے گئے ہیں۔ یہاں اس امر کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر غالب نے طویل مرکبات عطفی تشكیل دیئے ہیں اور ایسے موقع پر ان کے ایات میں خاصی بلاغت پیدا ہو گئی ہے، جیسے: شب و روز و ماہ و سال، فریدون و جم و گھنیس و لعل و زمزد و زر و گوہر، ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز وغیرہ اس سلسلہ میں اہم ہیں۔

کلامِ غالب میں محض اضافی یا محض عطفی ترکیبوں کی تشکیل کے ساتھ ساتھ اضافت و عطف کے اتصال سے ترتیب پانے والی ترکیبوں کی جانب بھی رجحان ملتا ہے۔ البتہ یہ رو یہ خالصتاً عطفی یا اضافی ترکیبوں کے مقابلے میں کم ہے۔ ان میں جملی ترکیبوں میں کبھی عطفی ترکیب کا حصہ زیادہ ہوتا ہے تو کبھی اضافی ترکیب کا تاہم دونوں صورتوں میں دلکش ترکیسیں وجود میں آئی ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ شعر غالب میں اضافت و عطف کے اتصال سے پیدا ہونے والی ترکیبات معنی آفرینی کے ضمن میں بے مثال ہیں۔ یہ آمیزشی صورتیں تین تین، چار چار اور کبھی کبھار پانچ چھٹے لفظوں پر محیط ہو جاتی ہیں اور معنوی سطح پر بلاغت کی جان ٹھہرتی ہیں۔ متنذکرہ ترکیبوں سے تضاد و تقابل اور ترادف و مماثلت کے اوصاف بھی ابھارے گئے ہیں۔ خاص طور پر ان میں سے اکثر صورتیں صنعت طباق (ایجادی و سلی ہردو) کے حصول میں معاون ٹھہری ہیں۔ محنتات لفظیہ و معنویہ ان سے جملکتے ہیں اور معانی و بیان کے بعض زاویے مترشح ہیں۔ غالب کی ان ترکیبوں میں اردو روایت کی پاس داری یا فارسی شعری روایت کے تنبع سے کہیں زیادہ جدت پسندی کے اوصاف ابھرے ہیں۔ یہ ترکیبیں غالب کے خاص ترکیبی ذوق کا سراغ دیتی ہیں۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض مقامات پر ان کی غزلیں ان میں جملی ترکیبوں سے عاری ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ ایک مخصوص ہوتی فضا سے ترتیب پائی ہیں اور معنی آفرینی کے ساتھ ساتھ خیال انگیزی میں ان کا خاص مقام ہے۔ کہیں کہیں غالب نے ان کی وساحت سے توسعہ جذبات کا فریضہ انجام دیا ہے اور یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ معنوی سطح اطنابی اوصاف کے حصول کے لیے بھی اس انداز کی ترکیب سازی کی جانب متوجہ ہوئے ہیں۔ غالب کے ہاں کہیں یہ رنگ اس قدر قوی ہے کہ بعض مقامات پر مکمل مصروعوں کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طور پر خاصے بلغ شعری ٹکڑے سامنے آئے ہیں۔ یہاں اولاً مکمل مصاریع کی صورت میں ڈھلنے والے اس قبل کے طویل مرکبات دیکھیے:

- ع رہک ہم طرحی و در داڑھ باگ ہزیں (۲)
- ع گوش مجبور بیام و چشم محروم جمال (۳)
- ع لطف خرام ساقی و ذوق صدائے پنگ (۴)
- ع نصیر دولت و دیں اور معین ملت و ملک (۵)
- ع نشہ ہاشداد اپ رنگ و سازہ ہامست طرب (۶)
- ع قمری کفت خاکستر و ببل قفس رنگ (۷)
- ع مجبوری و دعواے گرفتاری الفت (۸)

شعری اعتبار سے یہ طویل مرکبات زور کلام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ان مساوی ترکیبی ٹکڑوں نے دلالت کلام میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ یہاں عطفی و اضافی ہر دو ترکیبوں میں سے کوئی ایک ترکیبی صورت حاوی دکھائی نہیں دیتی بلکہ دونوں میں سے کسی ایک کو حذف کرنے سے معنی مطلوب متاثر ہو جاتا ہے۔
دوسری سطح پر وہ ترکیبیں ملاحظہ ہوں، جہاں غالب نے عطف و اضافت پر منی ترکیبات یوں وضع کیے کہ دو

دو یا تین تین چار چار مساوی لفظوں پر مبنی اضافی ترکیبوں کے جوڑوں کو واعطف کے اتصال سے طویل مرکب کی صورت دے دی، جیسے: ذوقِ صل و یادِ یار، قیدِ حیات و بندِ غم، دشواری رہ و ستم ہمراه، شوقِ صل و شکوہ ہمراه، دل فردِ جمع و خرج زبانہاے لال، دامانِ با غبان و کفِ گل فروش، تارِ دامن و تارِ نظر، جنونِ ساختہ و فصلِ گل، روانی روشن و مستی ادا، طراوتِ چمن و خوبی ہوا، دلِ محیطِ گریہ و لب آشناے خنده، سرمایہ یک عالم و عالم کفِ خاک، پائیگی رسم و رہ عالم، معشوق شوخ و عاشق دیوانہ، شوقِ فضول و جرأۃِ رذدانہ، شایانِ دست و بازوئے قاتل، مینائے بے شراب و دل بے ہوائے گل۔ حقیقت یہ ہے کہ قسمِ حوالے سے یہاں دونوں طرح کی ترکیبوں کا حسن دیدی ہے اور تشکیل معنی میں ان دونوں کا برابر کاردار ہے۔ یاد رہے کہ زیادہ تر ترکیب غالب کا یہ رنگِ عاشقانہ اور منظریہ و خمریہ مضامین کے بیان میں ابھرا ہے اور انہوں نے اتصالِ تراکیب سے دل کش معنی پیدا کیے ہیں۔ معنی آفرینی اور خیالِ انگیزی میں ایسی ترکیبیں شعراءَ اردو میں خالِ دکھانی دیتی ہیں۔ مزید برآں ایسے مقامات پر غالب کا شعری رچاؤ لائق مطالعہ ہے۔ اس سلسلے میں تیسری صورت وہ ہے جہاں غالب ایسی ترکیباتِ عطفی و اضافی تشکیل دیتے ہیں جہاں لفظوں کے مساوی جوڑوں کا اتصال نہیں دکھانی دیتا۔ اس کے برعکس غیر مساوی الفاظ ملتے ہیں تاہم ایسی ترکیبوں میں کبھی اضافی ترکیب پہلے اور عطفی بعد میں تشکیل پائی ہے تو کبھی اس کی معکوس صورت ابھری ہے۔ ایسی ترکیبیں ان کے ہاں زیادہ تر اسم اور صفت کے اتصال سے ترتیب پائی ہیں اور دونوں حوالوں سے یہ نہایت اہم ہیں، مثلاً اول الذکر رنگ کے تحت جو کلامِ غالب میں قدرے زیادہ ہے، رقیبِ سروسامان، امتیازِ ناقص و کامل، در پئے دیوار و در، معزولی انداز و ادا، گرمی تاب و توہ، محرومی تسلیم و بدحال وفا، ہوس سیر و تماشا، عزم سیر نجف و طوفِ حرم، دعوتِ آب و ہوا، ہوس بالی و پر، طلسمِ پیچ و تاب، ثواب طاعت و زہد، آشتنیِ چشم و گوش، رہنِ تمکین و ہوش، مقامِ ترکِ جاپ و دواعِ تمکین، تاخی کام و دہن، عرضِ متاعِ عقل و دل و جا، درخوب قبر و غصب، سامانِ عیش و جا، ہوس ناے و نوش، اصلِ شہود و شاہد و مشہود، شوقِ فضول و جرأۃِ رذدانہ وغیرہ جیسے مرکبات لائق انتباہ ہیں۔

متنزکہ صورتوں میں اضافی ترکیبیں عطفی پر غالب ہیں اور زیادہ تر ان کی وساطت سے کلام میں زور پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے مقابلے میں عطفی کی حیثیت مغلوب کی کسی ہے اور ان کے الفاظ زیادہ تر توسعہ مطلب کے لیے شامل ہوئے ہیں یا پھر کہیں کہیں دلالت کلام کے لیے کلام میں در آئے ہیں۔ شعرِ غالب میں دوسری صورت جس کے تحت عطفی صورت پہلے اور اضافی بعد میں شامل ترکیب ہوئی مقابلتاً بے حد کم ہے۔ اس صورت کے تحت عطفی ترکیب کی حیثیت بہ ظاہر غالب اور اضافی کی حیثیت مغلوب کی کسی ہے تاہم معنویت کلام میں اضافی ترکیبوں کا کاردار زیادہ فعال ہے۔ اس قدر کہ اگر ان کو تراکیب سے الگ کر دیا جائے تو عطفی مرکباتِ محض روایتی انداز کے حامل ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کلام میں زور اور شدت کم زور پڑ جاتی ہے جو غالب کا مجھ نظر ہے، مثلاً: در و دیوار غمکدہ، آب و ہوائے زندگی، راہ و رسمِ یاری، خس و خاشاکِ گلشن، کشاد و بستِ مژہ، ستم و جور ناخدا، وغیرہ۔ جیسی ترکیبیں اس حوالے سے اہم ہیں۔ اور اس تیسری صورت میں فنی سطح پر کئی ایک محاسن موجود ہیں۔ یہاں زیادہ تر مترادف و متفاہد فضائیں ترتیب دینے کے لیے اتصالِ تراکیب سے کام لیا گیا ہے تاہم بیش تر مقامات پر اضافی

ترکیبی معانی زیادہ فعال اور کارگر ہیں۔

اسی طرح غالب نے صفتی ترکیبوں کو پوری ذہانت کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ وہ زیادہ تر صفت و موصوف کے ساتھ ساتھ اسم اور مرکبات عطفی و اضافی اور عددی و اشاری کے اتصال سے دل کش ترکیبیں بناتے ہیں۔ غالب کے ہاں صفتی ترکیبیں اپنی نوعیت کے اعتبار سے محض عطفی بھی ہیں اور اضافی بھی اور کہیں کہیں عطفی و اضافی یا اضافی و عطفی صورتیں تحقیق ہوئی ہیں۔ یہ امر معلوم ہے کہ اسماۓ صفت کے ذریعے کلام میں مبالغہ (تبخ، اغراق اور غلوٰ تیوں صورتوں میں) پیدا کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ مبالغہ شاعری کی جان ہے۔ کلام غالب میں متعدد صفتی ترکیبیں موجود ہیں۔ کمال یہ ہے کہ وہ جن صفات عالیہ سے اپنی ترکیبوں کو مزین کرتے ہیں، ان میں غایت درجے کی جدت پائی جاتی ہے۔ شدت بیان ایسی ترکیبوں کا امیاز خاص ہے۔ غالب کی صفتی ترکیبات میں شعریت کا عضر حاوی ہے اور اکثر اوقات وہ مروج اسماۓ صفت کا اطلاق ایسے موصوف الفاظ پر کر دیتے ہیں کہ ان میں ندرت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ توصیفی ترکیبیں دو، سہ، چہار اور پنج یا کہیں کہیں شش لفظی مرکبات کی صورت میں نمود کرتی ہیں۔ غالب نے توصیفی ترکیبوں میں نوبت تجویبات کیے، جن میں سرفہrst وہ صورت ہے جو خالصتاً و صفتی ہے اور جہاں وہ مختلف صفات کو ترکیبوں میں ڈھال دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ کبھی دو صفات مختلفہ کو (صورت یا معنی میں یادوں اعتبر سے) زیادہ تراو و عطف کے ساتھ یا کبھی اسے حذف کر کے ایک ساتھ لے آتے ہیں، تو کبھی دو صفات واحد (یہ لفاظ معنی) کو منع و او عطف لے آئے ہیں یا پھر انھیں کسرہ اضافہ کے ہمراہ لا کر پیش کردہ صفت کے معنی میں شدت پیدا کرتے ہیں۔ کلام غالب میں بسا اوقات دو صفات واحد مسلسل یا پے در پے آتی ہیں اور کہیں کہیں دو صفات واحد کے درمیان 'الف' لا کر دل کش ترکیبیں بنائی گئی ہیں، متنزکہ و صفتی ترکیبوں میں جمع و خرج، نشیب و فراز، سادگی و پرکاری، بے خودی و ہشیاری، مہر و وفا، بگ و نام، طرز و روش، آہ وزاری، ناز و ادا، غمزہ عشوہ، بے بال و پرپی، تاب و تواں، آزادہ و خود بین، قتنہ و فساد، سمجھہ صددانہ، صفائے حیرت آئینہ، رعید شاہد باز، طفلاں بے پروا، جادة راہ و فقا، شکن زلف عنبریں، دود شعلہ آواز، دود چراغ کشته، مgunی آتش نفس، تاب زلف پر شکن، طرہ پر پیچ و خم، آب تبغی نگاہ، آئینہ تصویر نما، خورشید جہاں تاب، درودتی جام، صدف گوہ شکست، بر ق نظارہ سوز، شوخ تند خو، بت عرب بدہ جو، طسم قفل ابجد، وعدہ صبر آزماء، شوق عنان سیجنہ، دراز دستی قاتل، سرمہ مفت نظر، صہبائے آتش پہاں، بُت آئندہ سیما، ایر شفق آلوہ، حلقة دام خیال، مے گل فام، زلف سیاہ، چراغ روشن، بحر بیکار، ہواۓ تند، جگر لخت لخت، رنگار بزم آرائیاں وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

توصیفی ترکیبوں کی دوسرا صورت مکمل طور پر اسی ہے یعنی ان کے تحت غالب کے ہاں توصیفی مرکبات کو محض اسموں پر استوار کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں نمایاں ترین شکل تو وہ ہے جہاں انھوں نے دو اسم کو ملا کر یوں پیش کیا ہے کہ ان میں سے ایک کو دوسرے سے تشبیہ کا علاقہ ہو یا پھر ایک چیز کو کسی دوسری چیز سے مشابہ قرار دیا جائے۔ اسی طرح بعض مقامات ان کے ہاں ایک اسم دوسرے اسم یا اسموں سے وابستہ ہے یا پھر کسی فعل کا مفعول ہے یا یہ کہ وہ دو اسموں کو واو عطف کے ساتھ یا کبھی اسے مخدوف کر کے صفتی ترکیبیں بناتے ہیں۔ غالب نے اس معطوف

کے ساتھ بھی کسی صفت کو لا کر وغیری ترکیبیں ترتیب دی ہیں اور ایسے مرکبات بنائے ہیں جہاں اولاً ایک یا زائد اسم اسماں اور پھر ایک صفت کو ساتھ رکھا گیا ہے یا معکوسی صورت اپنا کر ایک صفت کے ساتھ ایک یا زائد اسم لائے گئے ہیں۔ کہیں کہیں وہ دو معطوف اسماں کو ایک دوسرے کے ساتھ واو عطف مذوف کر کے لاتے ہیں اور (ی) نسبت کا اتصال کر کے انھیں صفتی ترکیبیں میں ڈھال دیتے ہیں۔ البتہ یہ رنگ ان کے فارسی کلام میں زیادہ ملتا ہے۔ اسی طرح انھوں نے دو اسموں کو کسرہ اضافہ کے ساتھ یا اسے حذف کرتے ہوئے یا اس کے ساتھ (ی) نسبت کا اضافہ کرتے ہوئے یا اسے فل اور (ی) نسبت کے ساتھ بھی تو صفتی ترکیبیں تشکیل دی ہیں اور کہیں اس ضمن میں یہ انداز اپنایا ہے کہ ایک اسم کے بعد حرف اضافہ اور پھر دوبارہ ایک اسم لے آتے ہیں تاہم زیادہ تر مقامات ایسے ہیں جہاں انھوں نے عطفی اضافی یا اضافی و عطفی صورتوں میں تو صفتی پہلو ابھارے ہیں۔ متذکرہ تمام نکات پر منی مرکبات تو صفتی کا رنگ دیکھیے:

سر و قامت، پری رخ، خوش اختلط، خوش رو، خوش اندام، بہشت شہل، جواں مرگ، کاکاو، ذرہ ذرہ، فرد فرد، آمد آمد، نقشِ سویدا، آتشِ خاموش، کاکل سرکش، انجم درخشندہ، جوئے خوں، جہاں خراب، جست نگاہ، فردوس گوش، زلفِ مشکین، قلزمِ خون، ورطہ ملامت، بازیچہ اطفال، قلزمِ صرص، غبار شوق، دشنه مژگاں، رو سیاہ، جواں میر، اندوہ ربا، بیاردار، دلستان، گرم فریاد، داغ ساماں — رنگِ شکستہ، شمع کشته، بخت خختہ، دل گداختہ، چشم خون فشاں، حسرت سخ، سیہ پوش، دیدہ خوناپہ فشاں، کاغذ آتش زدہ، خون گشته، ستم زدہ، ناخامہ فرسا، رنگیں نوائی، شور یہ دہن، آبلہ پا، سبک سر، خانماں خراب، نیم جاں، آشفته سر، جگر چاک، آتش بجاں — سیخ مرجاں، دست و بازو، رسم و راه، بے سرو پا، آہ و فغاں، بال و پر، سرور و سوز، جوش و خوش، خود بین و خود آرا، یقچ و خم — آب و ہوائے زندگی، راہ و رسم یاری، خس و خاشاک گلشن، ستم و جوڑ ناخدا، کشاد و بستِ مژہ — ہوس بال و پر، آشی چشم و گوش، تلخی کام و دہن، ہوس ناے و نوش، سر پر شور، دیدہ پُر خوں، سخن گرم، گلدستہ نگاہ، چشمِ تر، مشت خاک، تیغ نگہ، باد بہار، ابر بہاری، مرگ ناگہانی، گرانجانی، بے پو بالی، دلستانی، رہنمن تملکیں و ہوش، طسمِ یقچ و تاب، ہوس سیر و تماشا، روانی روش و مستی ادا، نفسِ عطر سائے گل، سپندر بزمِ وصلِ غیر، پائے انگار، جائے خندہ، خون گرم دہقاں، روئے آب وغیرہ۔

کلامِ غالب میں تو صفتی ترکیبات کی تیسری صورت وہ ہے جہاں غالب نے اسم اور صفت کے اتصال سے ترکیبیں بنائی ہیں۔ یہاں ان کے ہاں نمایاں تین صورت اسماں اور صفت اسماں کو ساتھ اور بالترتیب لانا ہے، یا پھر وہ کے برکس پہلے صفت اور بعد ازاں اسم لے آتے ہیں۔ اسی وضعي اعتباری سے وہ بعض اوقات اسماں کو صفت کی 'قید' میں لاتے ہیں یا صفت اور اسماں معنی میں لاتے ہیں کہ وہ دوسرے کی 'قید' سے معنی کو بڑھائیں۔ اسی طرح اضافہ مقلوب کی صورت ترتیب دیتے ہوئے وہ صفت کو اسماں کی جگہ لے آتے ہیں اور کبھی پہلے اسماں (کسرہ اضافہ کے ساتھ یا پھر اسے حذف کر کے) اور صفت بعد میں درج کر دیتے ہیں۔ جہاں تک صفت عددی اور اسماں کے اتصال سے تو صفتی ترکیبیں کی تشکیل کا تعلق ہے، غالب نے صفت عددی کے ساتھ کسی اسم کو لا کر کبھی دل پذیر مرکبات بنائے یا

پھر صفت عددی، اسم اور 'ہ (نسبت و اتصاف) کو لا کر توصیفی ترکیبیوں کے حسن میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض مقامات پر صفت مہم اور اسم کو لا کر یا صفت مہم یا کسی اشارہ کو اسم اور 'ہ (نسبت و اتصاف) کے ساتھ لا کر توصیفی ترکیبیں ترتیب پائی ہیں۔ ان تمام وصفی حوالوں سے مثالیں مل جاتی ہیں۔ خاص طور پر متذکرہ پہلی جہت بکثرت موجود ہے، یعنی (اسم پہلے + صفت بعد میں)، جیسے: انجم درخشنده، خون ناب، سر پر شور، دیدہ بینا، نگاہ گرم، چشم بینا، میکدہ تر، سیلا ب بلا، دہن شیریں، غالبِ حشی، فلکِ پیر، سنگِ گراں، ماون، سینہ پر خون، عرقِ انفعال، چشم بد، بزمِ طرب، دلِ رنجور، دلِ ناداں، تن نازک، تازہ نہاں، چاکِ گریباں، جامِ سفال، نغمہ شادی، موجہ خون، جامہ احرام، دل بے قرار، چرخ کہن، سیلی ندامت، نگاہِ عجز، تبغیثِ ستم، رشیۃ الفت، نگاہ پیری، چشمِ مست، آغوش بلا، شراب طہور، مرگ ناگہاں، طمع خام، غم پہاں، موئے آتش دیدہ، یارانِ نکتہ داں، ہستِ غالیہ مُو، ملکِ چشم سُر ماسا، ہستِ بیداد فن، آتش زیریا، عشقی نبرد پیشہ، خوبان دل آزار، ہستِ بیدادگر، چراغان سر بر ہگز بر باد۔

دوسری جہت یعنی صفت پہلے اور اسم بعد میں بھی بہ کثرت ہے، جیسے: بلاۓ جاں، ناتوانی شمع، نالہ ببل، شوخي اندیشہ، ناہت گل، بر ق حسن، تندی ہُ، بنگ پیری، چاکِ جگر، وسعتِ صمرا، افسونِ انتظار، صفائے حیرت آئینہ، تپ گری رفتار، آرائشِ خم کا کل، دردی کش پیانہ جم، بے مہری ارباب وطن، تاب رجُ نومیدی، دل فریضی انداز نقش پا، گرہ کشا، رو سیاہ۔ اسی طرح اسم اور حرف اضافہ اور پھر اسم کی مثالوں میں اور اراقِ لخت دل بے باد، پا به عناء، پے بے پے، رو به رو، پا به دامن، سر بے صحرادادہ، خس بہ دندان، دم بہ دم، خامہ مژگاں بہ خون دل، اور اراقِ رخت دل بہ باد، آب برجا ماندہ، از مہرتابہ ذرہ وغیرہ جیسی ترکیبیں اہم ہیں جب کہ حرف اضافہ اور اسم کو بالترتیب لاتے ہوئے صفتی صورتیں یوں ترکیب پائی ہیں: پہ قدرِ لب و دندان، بروئے شش جہت، بہ صدرِ نگ گلتاں، انداز بہ خون غلتیدن بکل، بہ تنگی چشم حسود، بہ خون غلتیدہ صدر نگ، بہ روے کار، بہ مقدارِ حرست دل، بہ اندازہ ہمت، بہ چشمک ہائے لیلی، بہ دہمِ ناز، دل بہ باد، بہ حرست، بہ نیم غمزہ، بہ اندازِ عتاب، بہ کوری دل و چشم رقیب، بہ ہرزہ، بہ جلوہ ریزی باد و بہ پر فشانی شمع، بہ بدی، بہ انداز چکیدن، بہ اندازہ خمار، بہ تغافل، سر سودائے انتظار، سر پنجہ مژگان آ ہو، بہ مہر صید نظر، بہ تقریب سفر، آ لودہ بہ مے، بہ حرست کدہ شوخي ناز، دل بہ دل پیوستہ، بہ دم آب وفا، بہ دریا، بہ وقت سفر، بہ رنگِ خار، بہ حرست، بہ انداز عتاب، بہ روئے سفر، بہ رنگِ کاغذ، بہ ایماۓ شعلہ، بطریز اہل فنا، بہ زخم موجہ دریا، بہ نالہ، بہ سوئے دل، بہ وقت می پرستی، بہ اندازہ تقریب، بہ قدرِ حرست دل، بہ نگاہ غلط انداز، از مہرتابہ ذرہ، بہ سر پشمہ دیگر، بہ حسب گردش پیانہ صفات، بہ کمین بے زبانی، بہ نغمہ، بہ جلوہ، بہ ظاہر، بہ ذوق غفلت ساقی، بہ گل لالہ، بہ دستِ بہت بد مست حقا، بہ صدقہ ذوق، بہ اندازِ گل، بہ خون دل، خامہ مژگاں بہ خون دل، بہ قدرِ شوق، بہ قدر ظرف، بہ پائے گل، بروئے شش جہت وغیرہا جب کہ صفت عددی کے ساتھ اسم لا کر صفتی ترکیبیں بنانے کے ضمن میں غالب کے ہاں اس کی معروف صورت 'یک' یا 'صد' کے اضافے سے صفتی ترکیبیں بنانا ہے، تاہم کہیں کہیں وہ دو اسموں یا اسیم اور فعل کے مابین بھی 'یک' یا 'صد' کا اضافہ کرتے ہیں جیسے:

یک: یک مرہ خواب ناک، ماتم یک شہر آرزو، یک لپ افسوس، یک نگہ گرم، بالی یک تپیدن، بغیر یک دل

بے مدعا، یک خواب خوش، یک قلم، یک عمر درع، یک قلم انگر۔

صد: صدر نگ، صدر گونه، صد حیف، سینہ صد نیتیاں، صد ہزار، سامان صد ہزار نمک دان، حلقة صد کام نہنگ۔
 اسی طرح غالب نے دو اسموں کے درمیان یا آغاز میں صفت بھم کے ساتھ بھی مرکبات بنائے، مثلاً: دل ہر قطرہ، رشۂ ہر شمع، دام ہر موج، کف ہر خاک گلشن، ہمہ نا امیدی، ہمہ بدگانی وغیرہ یا پھر کسی وہ حروف شدت کے ساتھ اضافی ترکیب بنائے کہ فارسی انداز میں مرکبات صفت بناتے ہیں، جیسے: زہے موسم گل، زبس جلوہ نما، واحدتا، یہج مانی، یک قدم، یک عربہ میداں، یک الف بیش، یک نظر بیش، بیش از یک نفس، باوجود یک جہاں، یک قطرہ خوں، یک بیباں، یک مرتبہ، سرمایہ یک عالم، (ہر) یک تاریختر، یک جہاں، یک مشت خاک، عاجزِ عرض یک افغان، یک کفِ خس، یک قدم، یک نفس، یک قلم وغیرہ۔ مزید برآں غالب کی صفتی ترکیبات فارسی طریق جمع کے تحت بھی نمود کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں وہ معروف طریقے یعنی اسماء اور صفات کے مابین ہا، (ترکیبی صورت میں ہا) کا استعمال کرتے ہیں جس سے کوئی صفت نہیاں تر ہو جاتی ہے:

کاد کاوخت جانیہاے تہنائی، تمسم ہاے نہیاں، نواہاے راز، شاغفتیں گل ہاے ناز، مژہ ہاے دراز، نظر ہاے تیز
 تیز، مانع وحشت خرامیہاے لیلی، نوازش ہاے بے جا، تغافلہاے تمکیں آزماء، تغافلہاے ساقی، غم آوار گیہاے صبا،
 خندہ ہاے گل، سادگی ہاے تمنا، مہربانیہاے دشمن، سرگرم نالہ ہاے شر بار، پارہ ہاے دل، حلقة ہاے زلف کمیں، چشم
 ہاے کشادہ ہے سوے دل، نغمہ ہاے غم، شب ہاے بھر، شب ہاے بھرال، غلطی ہاے وفا، نالہ ہاے زار، دلیعت خانہ
 بیداد کاوش ہاے مژگاں، گل فشانی ہاے ناز جلوہ، شب ہاے تار برشگاں، فرد جمع و خرچ زبانہاے لال، فریاد دل
 ہاے حزیں، لطف جلوہ ہاے معانی، طرہ ہاے خم بخم اور مشتاق لذت ہاے حسرت وغیرہ۔ اسی طرح ان کے ہاں
 صفت، اضافہ مقلوب کی صورت میں ہو یا غیر از حرف اضافہ ہو، اس کے ساتھ (ی) نسبت لگا کر ترکیبیں وجود میں
 آئی ہیں، مثلاً وہ تہمت کش، بتک آبی، شیریں بیانی وغیرہ یا پھر وہ سابقوں اور لاحقوں کے ساتھ کسی صفت کا اطلاق
 کرتے ہوئے عمدہ تراکیب تشكیل دیتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ اضافی و ترکیبی ہر دو نوعیتیں دکھاتے ہیں۔ متذکرہ
 صورتوں میں کبھی صفت پہلے اور سابتے/ لاحقے بعد میں آتے ہیں تو کبھی ترکیبیں اس کی معاکوس شکل میں ڈھل جاتی
 ہیں۔ یاد رہے کہ سابقوں کا اتصال زیادہ تر دو اسموں کے ساتھ ہوا ہے اور کہیں کسی اسم کو پہلے اور سابتے کو بعد میں
 لا یا گیا تو کہیں متفاہ صورت ملتی ہے تاکہ شعریت اور مبالغہ میں اضافہ ہو سکے جیسے: گداے بے سرو پا، فلک
 نا انصاف، گنبد بے در، دیدہ بے خواب، اور زگاہ بے محا وغیرہ۔ جب کہ سبک سر، سبک دست، رو بکاری، کم
 آزار، ہم دی، ہم آغوشی، نامہرباں، بے صرفہ، ہم خن، سراپا ناز، ہم زباں، بے سرو پا، بے پرتو خورشید، سراپا ناز، بے
 مہر، شہپر، نیم جان، گراں جانی، بے ادبوں وغیرہ جیسی ترکیبیں میں اولاً سابقہ لا یا گیا ہے اور بعد میں کسی اسم کا یوں
 اتصال ہوا ہے کہ ترکیبیں میں صفتی حسن پیدا ہو گیا۔ اسی طرح لاحقوں کے ذریعے صفات مطلوب کا حصول کچھ یوں
 ہے کہ کبھی آغاز میں لاحقوں پر مبنی الفاظ آتے ہیں اور صفت بعد میں تو کبھی اس کی متفاہ صورت ملتی ہے۔ اس سلسلے
 میں اسموں اور صفات کو لاحقوں کے ذریعے یوں جوڑا گیا ہے کہ صفت پہلے اور اسم بعد میں آتے ہیں۔ جس سے

ترکیبیوں میں قوت اور زیادہ مبالغہ پیدا ہوتا ہے مثلاً جلوہ زارِ آتشِ دوزخ اور زیارت گاہِ حیرانی وغیرہ تاہم زیادہ تر مقامات پر اس ضمن میں غالب کے ہاں کسی اسم/ صفت کو پہلے اور لاحقے کے بعد میں لانے کا روایہ ملتا ہے، جیسے: پشمِ فسول گر، مژگانِ خون فشاں، ساز طالعِ ناساز، چارہ ساز، غم گسار، صبر آزماء، طاقت ربا، جگدواری، نگین نوائی، غزل سرا، ستم زده، لذت یاب، خون گشته، ستم گر، آتش کده، آبلہ پا، پری وش، دام گاہ، بال کشا، آتش پرست، ناصیہ فرسا، شوریدہ حال، بت شکنی، ستم کشی، دست گیری، جواں مرگ، آبلہ پا، چارہ گر، خاک انداز، غریب نواز، جلوہ گر، جلوہ گری، خدا ساز، چارہ جوئی، فاقہ مسقی، جہاں سپاری، نوح گر، خیر باد، نامہ بر، ظلمت گستری، ستم زدگاں، مہروش، برافشاں، غارت گری، خانماں خراب، غم گساری، پرده داری، لالہ کاری، آئینہ پرواز، عذرخواہ، آتش بار، پنبہ آگیں، غلط بردار، نواپرواز، خندہ دندال نما، نالہ فرسائی، روز بازارِ جاں سپاری، پرده داری، نمک پاش خراشِ دل، خون چکاں، گل فشاں، ظلمت کده، جلوہ فرمائی، آتش کده، ستم گر، آبلہ پا، مے پرستاں، نغمہ سرا، ناصیہ سا، لعل بہا، بر ق خرام، ذوق فزا، تلخ نوائی، عالم آرائی، خونتاہ فشاںی، آشفتہ بیانی، مے کدہ، سیما ب پشت، جگر چاک، آشفتہ سر، ہنگامہ آرا، نکتہ چیں، جلوہ گری، فربیض و فاخور دگاں، صبر آزماء، آتش افشاں، بیضہ آسا، خواب ناک، شانہ کش، آغوش کشا، جرأت آزماء، بیباں نورو، دیوار بھو، رستخیر اندازہ، ستم ایجاد، بت پیخارہ جو، سبزہ زار، نوح خواں، مے کدہ، زیارت کدہ، تہمت کش، شہنشاہ، اندوہ ربا، خود آرا، دلستانی، سیہ پوش، مہر گیا، بیار دار، قبلہ نما، گریباں چاک، حسرت سچ، زندال خانہ، تختن، خدا ساز، جاں گداز، دل پذیر وغیرہ۔ واضح ہو کہ غالب نے زیادہ تر فارسی انداز لاحقوں اور سابقوں کو یوں بتا ہے کہ ان کی ترکیبیں فارسیت کے رنگ میں رچ گئی ہیں۔ خصوصاً لاحقوں کو لاتے ہوئے وہ زبان فارسی سے اس قریب تر محosoں ہوتے ہیں کہ زبان غیر سے پیدا ہونے والی غربت چھٹتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

غالب کی صفتی ترکیبات میں ایک مؤثر رویہ کسی صفت کو اضافہ مقلوب کی صورت میں لانا ہے یا پھر غیر از حرف اضافہ لا کر اس کے ساتھ (ی) نسبت کا اضافہ کرنا، مثلاً: تہمت کش، تک آبی، شیریں بیانی وغیرہ۔ اسی طرح غالب کی توصیفی ترکیبات محسنات شعر سے آراستہ ہیں اور ان میں تشبیہات و استعارات اور رمزیت و معنویت کا ایک جہاں آباد ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ الیسی ترکیبیں سرتاسر شاعرانہ خصائص سے عبارت ہیں، مثلاً: جذبہ بے اختیار شوق، دریائے مے، محو بالش کخواب، باب نبرد، عشرت پارہ دل، شکوہ بے دست و پائی، ہواۓ کشت وفا، شعلہ عشق، وسعت مے خانہ جنوں، ہواۓ جلوہ ناز، شہید وفا، انکشت حتائی، موج خرام یار، پرده دار راز عشق، ساکنان کوچہ دلدار، بادہ دوشیزہ، دریائے معاصی، دکان متاع نظر، رشته وفا، طاقت بیداد انتظار، وحشت طبیعت ایجاد، عشرت صحبت خوبیاں، نظر گاہ حیا، شانہ کش زلف یار، داغ حسرت ہستی، ویراں سازی حیرت، فروع طالع خاشک، اہل بینش، اصنامِ خیالی، لذت خواب سحر، کمال گرمی سعی تلاش، عالمِ تمکین و ضبط، بہاۓ متاع ہنر، سلکِ عافیت، ذوقِ تن آسانی، کوتاہی قسمت، کوتاہی نشوونما، طاقت پرواز، بختِ رسما، عمر جاوداں، لاش بے کفن، زیستِ حبیب کفن، جگر تشنہ آزار، آؤ نیم شی، زبونی کش تاثیر، کلفت افرادگی، بندِ عشق، جوہر آئینہ، نگ بال و پر، یوسفِ ثانی،

نیروے تن، نسیم مصر، سلی ندامت، نظر گاہ حیا، مغنى آتش نفس، آپ زندگانی شمع، آئینہ داری یک دیدہ حیراں، دل شور یہہ غالب، گنجینہ معنی، زیارت گاہ حیران وغیرہ کاشمار اسی سلسلے میں ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکیب اپنے کل استعمال کے اعتبار سے بلاغت و جامعیت کی حامل ہوتی ہے اور شاعر زیادہ تر ایجاد و اختصار کے حصول کے لیے ترکیب سازی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اپنی بُنت کے لحاظ سے ترکیب بذات خود لفظوں کا بلغ اظہار ہے، چنان چہ وہ شاعر جو طویل ترکیبوں کی جانب راغب ہوتا ہے، فی الاصل افکار کا قلزم شعر کے کوزے میں سودینے کا خواہاں ہوتا ہے۔ شعری مطالعات سے ظاہر ہے کہ شعراے اردو میں سے جن شاعروں نے طویل ترکیبوں کا استعمال کیا، وہ زیادہ تر اپنے شعر پاروں میں فکری و فلسفیانہ اظہار کے قائل تھے۔ چنان چہ غالب جیسے شاعر کا جو ایک ماہر فلسفی کے طور پر انسانی حیات، کائنات اور خدا سے متعلق افکار عالیہ کو شعری قلب میں ڈھال کر چیزے دیگر بنانے پر قادر ہے، ترکیب سازی میں طویل ترکیبوں کی اختراع کی جانب متوجہ ہونا ایک فطری امر ہے۔ غالب اردو سے کہیں زیادہ فارسی کے فقید المثال شاعر تھے اور فارسی کے اثرات کے تحت ان کے ہاں طویل ترکیبوں کی طرف اعتمالتا ہے۔ اس قدر کے بعض اوقات تو پورا پورا مصروع ایک ترکیب میں ڈھل جاتا ہے جو عطف و اضافت اور عرد و معدود یا صفت و موصوف اور لازم و ملزوم کے قرینوں سے ترتیب پاتی ہے۔ یوں بھی ہوا ہے کہ ایک آدھ اردو زبان کے لفظ کی استثنائی مکمل مصرع فارسی ترکیب کی صورت میں تخلیق ہو گیا۔ غالب کی طویل ترکیبوں ان دو صورتوں کے علاوہ محض اضافی یا محض عطفی یا پھر صفتی ہونے کے ساتھ ساتھ تینوں قواعدی صورتوں کے امتنان سے تشکیل پاتی ہیں۔ مزید برآں وہ فارسی قاعدے پر استوار مرکبات بھی ترتیب دے گئے ہیں اور تضاد و تناقض اور مترادف و مماثل لفظ کے تامل میل سے وجود میں لائے ہیں۔ قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ متذکرہ تمام طویل ترکیبوں اپنی فنی نوعیتوں کے ہمراہ موضوعاتی و فکری اعتبار سے متنوع ابعاد رکھتی ہیں۔ چنان چہ یہالمیہ و حزینہ بھی ہیں اور عشقیہ و طربیہ بھی، تامیحی و اساطیری بھی اور کنائی و رمزی بھی، صوفیانہ و رندانہ بھی اور فلسفیانہ و فکری بھی، منظریہ و تمثیلی اور تمثیلی ڈرامائی بھی اور تشبیہی و استعاراتی بھی، حقیقی و اصلی بھی اور عقلی و وہمی بھی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ تمام صورتوں میں خالص حسیاتی و جمالیاتی اوصاف بھی رکھتی ہیں۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ کوئی بھی ترکیبی نوعیت ہو اپنے طویل مرکبات کی تشکیل میں غالب معنی کا سرنشتہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور ان بلغ ترکیبات میں فکری اعتبار سے ایک جہان معنی پوشیدہ ہے۔ اولاً ترکیبات غالب کی طویل صورتوں میں سے چند دیکھیے جو اپنی حیثیت میں مکمل مصرع کے طور پر نمود کرتی ہیں:

ع - گردشِ مجنوں بہ جسمکہبائے لیلی آشنا (۹)

ع - ریزشِ سجدة جبین نیاز (۱۰)

ع - مینائے بے شراب و دل بے ہوائے گل (۱۱)

ع - رہک ہم طرحی و در دا شر باگن حزیں (۱۲)

ع - قبلہ مقصید نگاہ نیاز (۱۳)

- ع- روکش سطح چرخ مینائی (۱۳)
 ع- نقشِ نازِ بُتِ طباز بے آغوشِ رقب (۱۵)
 ع- بے طوفان گاہِ جوشِ اضطراب شامِ تہائی (۱۶)
 ع- نشہ ہاشمِ ادبِ رنگ و سازِ ہامستِ طرب (۱۷)
 ع- ولیعت خاتمة بیدارِ کاوش ہے مژگاں ہوں (۱۸)

شعر غالب میں ایک آدھ یا دو ایک عوی یا صفاتی الفاظ غیر مرکب کے آغازِ مصرع یا اختتام مصرع پر اضافے کے ساتھ ترتیب دی گئی طویل ترکیبات کی صورت گری کچھ یوں ہوتی ہے کہ مستعمل طویل ترکیب ہی کلیدی معنویت کی حامل ٹھہرتی ہے، جیسے:

- ع- وفماقابل ودعوے عشق (بے بنیاد) (۱۹)
 ع- فریدون و حم و کھسرو و داراب و بہن (کو) (۲۰)
 ع- (دل) گزرگاہِ خیال مے وساغر (ہی سہی) (۲۱)
 ع- (گرفت) جادہ سرِ منزلِ تقوی (نه ہوا) (۲۲)
 ع- (سرپا) رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی (۲۳)
 ع- شایان دست و بازوئے قاتل (نہیں رہا) (۲۴)
 ع- (میں اور) اندریشہ ہاۓ دور دراز (۲۵)
 ع- (جاں) مطربِ ترانۂ حل من مزید (ہے) (۲۶)
 ع- لذتِ سنگ بے اندازہ تقریر (نہیں) (۲۷)
 ع- (ہم کو) تقلیدِ تک ظرفی منصور (نہیں) (۲۸)
 ع- عشق و مزدوری عشرت گہ خرسو (کیا خوب) (۲۹)
 ع- (کلوہش) مانع بے ربطی شور چنوں (آئی) (۳۰)
 ع- عزمِ سیر نجف و طوف حرم (ہے ہم کو) (۳۱)
 ع- فرمائ رواے کشور ہندوستان (ہے) (۳۲)
 ع- مثل نقشِ مدد عاءِ غیر (بیٹھا جائے ہے) (۳۳)
 ع- (دیکھو تو) دل فرستی اندازِ نقش پا (۳۴)
 ع- تکلیف پر دہ داری زخم جگر (گئی) (۳۵)
 ع- (اب) آبروئے شیوه اہل نظر (گئی) (۳۶)
 ع- سوزِ نغم ہائے نہای (اور ہے) (۳۷)
 ع- (اے) تازہ واردان بساط ہوائے دل (۳۸)

- ع- دامانِ باغبان و کفِ گل فروش (ہے) (۳۹)
- ع- داعِ فراقِ صحبتِ شب (کی جلی ہوئی) (۴۰)
- ع- (وگرنہ) خوف بدآ موزی عدو (کیا ہے) (۴۱)
- ع- جاں درہوا سے یک غلگم (ہے اسد) (۴۲)
- ع- شکیب و صبر اہلِ انجمن (کی آزمائش ہے) (۴۳)
- ع- (دیکھو تو) اندازِ گل افسانی گفتار (۴۴)
- ع- ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز (ہے میرا) (۴۵)
- ع- (کبھی) حکایتِ صبر گریز پا (کہیے) (۴۶)
- ع- (کبھی) شکایتِ رنج گراں نشیں (کچھ) (۴۷)
- ع- طراوتِ پھن و خوبی ہوا (کہیے) (۴۸)
- ع- (دل) محیطِ گریہ ولب آشناۓ خندہ (ہے) (۴۹)
- ع- (آنہ) زانوئے فکرِ اختراع جلوہ (ہے) (۵۰)
- ع- (نالہ) سرمایہ یک عالم و عالم کف خاک (۵۱)
- ع- آمد سیلا ب طوفانِ صدائے آب (ہے) (۵۲)
- ع- جاں دادہ ہوا سے سر ریگزار (تھا) (۵۳)
- ع- طوفانِ آمد آمدِ فصل بہار (ہے) (۵۴)
- ع- (دل) خوں شدہ کشمکشِ حرست دیدار (۵۵)
- ع- (آنیہ) بہ دستِ بُتِ بد مسیتِ حنا (ہے) (۵۶)
- ع- پاے طاؤس پے خامہ مانی (مانگے) (۵۷)

غالب نے طے شدہ قواعدی صورتوں کو لحاظ رکھتے ہوئے جو سلفظی، چہار اور پنج لفظی طویل مرکبات ترتیب دیئے، نہایت متاثر کرن ہیں، انداز یوں ہے:
سہ اور چہار لفظی مرکبات:

آئینہ بے مہری قاتل، صاعقه و شعلہ و سیما ب۔ طرزِ پاک اہلِ دنیا، تالیفِ نسخہ ہائے وفا، مرغوب بہت مشکل پسند، گرگاہ خیال مے وساغر، جادہ سر منزل تقوی، منت کشِ گلبانگِ تسلی، بیدادِ کاوش ہائے مژگاں، ٹکنگتنِ گل ہائے ناز، ناٹشِ ایامِ خاکستریتیں، رسائے اندازِ استغناۓ حسن، عرضِ ستم ہائے جدائی، شرح اسبابِ گرفتاری خاطر، مجلسِ فروزِ خلوت ناموس، شایانِ دست و بازوے قاتل، ریینِ ستم ہائے روزگار، ساغر مے خاتہ نیرنگ، نقاشیں یک تمثیلِ شیریں، بے خودی عیشِ مقدم سیلا ب، سرگرمِ نالہ ہائے شر بار، بیباں نور و ہم وجود، اندریشہ ہائے دور دراز، ریزشِ سجدہ جمین نیاز، نشاطِ داعِ غمِ عشق، شہیدِ گلِ خزانی شمع، حلقة ہائے زلفِ کمیں، شب و روز و ماہ و سال، شور

سوداے خط و خال، علی بہادر عالی گھر، رنگِ تمکین گل والا، چاغان سر رہگوار باد، اوج طالع لعل و گھر، گداے کوچہ
مے خانہ، لعل وزمر دوزرو گھر، تکلید تنک ظرفی منصور، نقش و نگار طاق نسیاں، حق صحبت اہل کنشت، براتِ معاش
جنونِ عشق، باعثِ افراش درود روں، خوبی اوضاعِ ابناۓ زماں، فرمان روائے کشور ہندوستان، شب ہائے تار
برشکال، خوکرداه اختر شماری، فضاۓ حرمت آباد تماں، دستگاہ دیدہ خونبار بخون، مثل نقشِ مدد عاء غیر، آبروئے شیوه
اہل نظر، سوزِ غم ہائے نہانی، عکھ پشم سرماسا، نمک پاش خراش دل، نازِ گراں مایگی اشک، خوف بدآ موزی عدو، گرد باد
رو بیتابی، روکش سطح چرخ میانی، تاریخ کاوش غم بھراں، شعاع آفتاپ صحیح محشر، باعثِ نومیدی ارباب ہوس، ذوق
نوائے مرغ بستانی، مخوب پرش ہائے پہنانی، شکیب و صبر اہلِ انجمن، شست بیت ناوک گلن، اندازِ گل افشاںی گفتار، ہم
پیشہ و ہم مشرب و ہم راز، شکایتِ رنجِ گراں نشیں، حکایتِ صبر گریز پا، طرادتِ چمن و خونی ہوا، سرو سیز جو بیمارِ نغمہ،
زانوئے فکرِ اختراع جلوہ، دماغ آہوئے دشت تار، فرشِ شش جہتِ انتظار، پاسٹگی رسم و رہِ عام، ناتمامی نفسِ شعلہ
بار وغیرہ۔

قیچی اور شش لفظی مرکبات:

رہنِ عشق و ناگزیر الفتِ ہستی، جا دادہ ہواے سر رہگوار، ساماں طرازِ ناژش اربابِ عجز، کمالِ گرمی سعی
تلائی دید، فنا تعلیمِ درس بے خودی، سرگرم نالہ ہائے شر بار، گل فروشِ شوئی داغ کہن، ناتمامی نفسِ شعلہ بار، وبالی
تکلیف گاہ وہمِ مردانہ، صد ہزار نوائے جگہ خراش، غرۂ اوج بنائے عالمِ امکاں، مطریب ترانۂ حل من مزید، لذتِ سنگ
بے اندازۂ تقریب، روزِ ابر و شبِ ماہ تاب، محرومی تسلیم و بدحالی وفا، عشق و مزدوری عشرت گہ خرسو، عزمِ سیر نجف و
طفو حرم، عذر خواہ لپ بے سوال، جا دادِ بادہ نوشی رندان، تکلیف پر داری زخم جگہ، دل فریتی اندازِ نقش پا، دامان
با غبان و کفِ گل فروش، تازہ وار دان بساط ہوائے دل، خار خارِ الہم حسرت دیدار، گردش ساگرِ صد جلوہ نگیں، آئندہ
داری کیک دیدہ جیاں، مقامِ ترکِ حجاب و دوایعِ تمکین، محیطِ گریہ ولب آشناۓ خنده، آمدِ سیلاپ طوفانِ صدائے
آب، خوں شدہ کشمکشِ حسرت دیدار، بدستِ بُت بدمسیتِ حنا، پرتو خورشیدِ جہاں تاب، گرم نالہ ہائے شر بار، عرض
متاعِ عقل و دل و جاں، وجہ سیہ مسٹی اربابِ چمن، موچ سرابِ دشت و فاچشم ہائے کشادہ بے سوئے دل، ددیعت
خانہ بیداد کاوش ہائے مژگاں، نکوہش مانع بے رطبی شور جنون، سرمایہ کیک عالم و عالم کف خاک وغیرہ۔

غالب کی ان طویل ترکیبوں میں بلاغتِ شعر کا اعجاز ملتا ہے اور بے غور دیکھیں تو ان شعری ٹکڑوں میں شاعر کی
پیش کردہ فکر کا اظہار بھی کلی طور پر ہو گیا ہے۔ یہ ترکیبوں گویا وہ کلیدیں ہیں جو پورے بیت کی تفہیم کا دروازہ کرتی
ہیں۔ فنی زاویے سے تخلیل و تجسم کے تمام تر امکانات ان سے بخوبی اجاگر ہوتے ہیں جیسا کہ متذکرہ بالا طویل
ترکیبات میں عاشقانہ کیفیات اور داخلی واردات پر منی ترکیبوں میں تالیفِ نسخہ ہائے وفا، مرغوب بہت مشکل پسند،
بیداد کاوش ہائے مژگاں، جا دادہ ہوانے سر رہگوار، رسولی اندازِ استغناۓ حسن، عرضِ ستم ہائے جدائی، شرح
اسبابِ گرفتاری خاطر، مجلس فروزِ خلوت ناموں، شایانِ دست و بازوے قاتل، کمالِ گرمی سعی تلائی دید، نشاطِ داغ
غمِ عشق، شورِ سوداۓ خط و خال، لذتِ سنگ بے اندازۂ تقریب، مانع بے رطبی شور جنون، براتِ معاشِ جنونِ عشق،

خوف بدآموزی عدو، نقش ناز بہ طنائزہ آغوش رقیب، باعث نومیدی ارباب ہوں، مقام ترکِ حجاب و دوایع تمکین، دل فرمی اندازِ نقش پا اور شست بہ ناک قلن وغیرہ قابل ذکر ہیں، جو نہایت بلع انداز میں اقیم شعر کے اس محبوب موضوع کوتا شیر سے ہم کنار کرتی ہیں۔ غالب کے طویل مرکبات شعر کا ایک اہم زاویہ جذبات المیہ و حزنیہ کا احاطہ کرتا ہے اور ایسی ترکیبوں میں بڑی ہی جدت ہے، مثلاً ہم ستم ہاے روزگار، بے خودی عیشِ مقدم سیلاہ، سرگرم نالہ ہاے شر بار، ناتماںی نفسِ شعلہ بار، صد ہزار نواۓ جگر خراش، محرومی تسلیم و بداحال وفا، ودیعت خانہ بیداد کاوش ہاے مژگاں، باعثِ افزائش درودروں، تکلیف پرده داری زخم جگر، سوزم ہاے نہانی، داغ فراق صحبت شب، نازِ گراں مائیگی اشک، خار خارِ الْمُحْسَن حسرت دیدار، عرضِ ستم ہاے جدائی، تاراج کاوشِ غم بھراں، شکایتِ رنج گراں شیں، حکایتِ صبر گریز پا، خون شدہ شمشکش حسرت دیدار، گرم نالہ ہاے شر بار اور ناتماںی نفسِ شعلہ بار جیسی طویل ترکیبوں کا تذکرہ اس ضمن میں نہایت اہم ہے۔ پھر وہ ترکیبیں لائق ستائش ہیں جو اس سے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے داخل واردات و جذبات کا احاطہ کر لیتی ہیں، مثلاً اندیشہ ہاے دور و دراز، مطربِ تراۃ حل من مزید، محو پر شش ہاے نہانی، شکلیب و صبر اہلِ انجمن، (دل) محیطِ گریہ ولب آشناۓ خندہ اور عرضِ متاع عقل و دل و جان کا اس ضمن میں ذکر کیا جا سکتا ہے۔ غالب کی فکریات میں مفکرانہ و متصوفانہ و مذہبی رنگ میں ڈوبی ہوئی طویل ترکیبوں کا امتیازی درجہ ہے اور اس ضمن میں جب وہ طرزِ تپاک اہلِ دنیا، جادہ سر منزل تقوی، نازشِ ایامِ خاکستریشنی، سماں طرزاً نازش اربابِ عجز، فاتحیم درس بے خودی، بیباں نور و ہبم وجود، ریش سجدہ جبین نیاز، شب و روز و ماہ و سال، چشم ہاے کشادہ بہ سوئے دل، غزہ اوچ بنائے عالمِ امکاں، عزمِ سیر نجف و طوفِ حرم، حق صحبت، اہل کنشت، خوبی اوضاعِ ابناۓ زمان، آبروئے شیوه اہل نظر، پابنگی رسم و رو عام اور وجہ سیہ مسٹی اربابِ چحن جیسی طویل ترکیبوں کی تشكیل کرتے ہیں تو بлагت شعر اپنی انتہا کو چھو لیتی ہے۔ دوسرا طرف کلام غالب میں اناۓ شوخ کی نمود میں ان کے خمیریہ شعر پاروں کا خاص کردار ہے اور اس رنگ کو مرکبات طویل کے تناظر میں دیکھیں تو خرید و نشاطیہ کیفیات کا دو گونہ احساس ہوتا ہے۔ یعنی ایک تو یہ خیریاتی ترکیبیں مکملے موضوعاتی اعتبار سے قوت رکھتے ہیں، دوسرے صوری و ظاہری لحاظ سے ان کے پیش کردہ احساسِ حسن کو گہرا کرتے ہیں۔ اس قبیل کی غالب کی طویل ترکیبوں میں گزرگاہِ خیال مے وساغر، ساغر مے خانہ نیرنگ، گداۓ کوچہ مے خانہ اور جادا و بادہ نوشی رندال وغیرہ شامل ہیں۔

یاد رہے کہ غالب کے طویل مرکباتِ محنتات شعر سے آرستہ ہیں اور ایسے شعری مکملے تشبیہات و استعارات، تلمیحات و علامات، تجسیم اور تمثیلی و تمثیلی اور تصنیفی و تعلی آمیز رنگ سے مملو ہیں، خصوصاً تشبیہ و استعارہ میں ان کے عقلی و وہمی مشبہ بہ متاثر کن ہیں اور ایسے حصے حیاتی اعتبار سے خاصے جان دار ہیں۔ آئینہ بے مہری قاتل، گزرگاہِ خیال مے وساغر، منت کشِ گلبائی تسلی، شکنثیں گل ہاے ناز، نقاشیکیں تمثیل شیریں، گل فروش شوخی داغ کہن، جلوہ ریزی باد و پرنٹانی شمع، شہید گل خزانی شمع، وبال تکیہ گاہ ہمہت مردانہ، حلقة ہاے زلف کیں، روزِ ابرو شپ ماهتاب، عشق و مزدوری عشرت گہ خرسو، رنگِ تمکین گل والا، چراغانِ سر رہگو رہ باد، اوچ طالعِ لعل و گہر، لعل و

زمر دوز روگوہ، نقش و نگار طاق نسیاں، فرماں رواے کشور ہندوستان، شب ہائے تار بر شکال، خوکرداہ اختر شماری، غدر خواہ لپ بے سوال، فضایے جیرت آباد تمنا، دستگاہ دیدہ خوبنار مجنوں، مثلی نقش مدد عاء غیر، تازہ واردان بساط ہواۓ دل، دامان با غبان و کف گل فروش، گرد بادرہ بیتائی، آئندہ داری، یک دیدہ جیراں، شعاع آفتاپ صحیح محشر، ذوق نوائے مرغ بستانی، انداز گل افشاںی لفشار، ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز، طراوت چمن و خوبی ہوا، زانوئے فکر اختراع جلوہ، سرمایہ یک عالم و عالم کف خاک، آمد سیلا ب طوفان صدائے آب، دماغ آہوئے دشت تار، فرش شش جہت انتظار، بدست بُت بدست حنا، پتو خورشید جہاں تاب اور موج سراب دشت وفا متذکرہ انواع کی ترکیبات طویل میں قابل ذکر ہیں۔ یوں فنی و تینکی حوالے سے غالب کے ان مرکبات طویل میں اسی و صفحی اور عطفی و اضافی خصوصیات پائی جاتی ہیں اور متذکرہ ترکیبی عناصر ان میں بھی مشاہدہ کیے جاسکتے ہیں۔

یہ امراپنی جگہ مسلم ہے کہ کلام غالب میں تلمیحی حوالے سے بے مثل اشارات ملتے ہیں۔ غالب نے تاریخی و تہذیبی، مذهبی علمی اور ادبی و فنی حوالے سے اہم اور معروف تلمیحات کو جس طرح پیوند کلام کیا اس کی کوئی دوسرا مثال کم ہی ملتی ہے۔ غالب کی ترکیبوں پر تلمیحاتی و استعاراتی اثرات کو بخوبی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس قدر کے بسا اوقات تو تلمیحی مرکبات ان کے اشعار کی تفصیل میں کلیدی کردار ادا کر گئی ہیں۔ غالب معروف اور غیر معروف مشعرات کو کمال درجے کی بے ساختگی اور معنوی تاثیر سے اپنانے پر قادر ہیں۔ غالب کے تلمیحی مرکبات پر قرآنی و مذهبی اثرات بھی ہیں اور عشقیہ و شاعرانہ بھی تاہم جہاں کہیں انہوں نے تلمیحی انداز کی ترکیبیں برٹی ہیں، کلام کی معنویت دو چند ہو گئی ہے۔ بعض اوقات وہ کلائیکی اثرات سے قدرے آزاد ہو کر نئے مرکبات کی تشکیل دینے میں موفق ٹھہرے ہیں اور ایسی جدت پسندانہ ترکیبوں کی اختراع کر کے اردو شاعری کی لفظیات میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ غالب کی تلمیحی ترکیبات عطفی و اضافی اور صفتی تینوں ہی معروف و مقبول صورتوں میں ترتیب پائی ہیں۔ قرآنی و متصوفانہ مرکبات میں ان کے ہاں 'حریفِ دم عیسیٰ'، 'باغِ رضوان'، 'تسبیحِ مرجاں'، 'سازِ انابحر'، 'مشاهدہ حق'، 'برقِ تحجی'، 'سفیدی دیدہ یعقوب'، 'بوئے پیرہن'، 'مطربِ تراۃ حل من مزید'، 'ساقی کوثر'، 'بندگی بو تراب'، 'تقلیدِ تنک' ظرفی مخصوص، 'محی ماہِ کنual'، 'زنانِ مصر'، 'لباسِ کعبہ'، 'روزنِ دیوارِ زندگاں'، 'خوابِ زلخا'، 'یوسفِ ثانی'، 'پیر کنual'، 'نسیم مصر'، 'اعجازِ مسیحا'، 'اہنِ مریم'، 'غلامِ ساقی کوثر'، 'لپ عیسیٰ' اور کوہ طور جیسے مشعرات معنی آفرینی کے حصول میں غایت درجے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ تلمیحات قرآنی کو اپنے مطلوبہ مفہوم کے استخراج کے لیے برتنے ہوئے غالب بیش تر مقامات پر اردو اور فارسی کے کلائیکی شعری مزاج سے کہیں آگے نکل گئے ہیں اور ایسی تلمیجوں کو نئے رنگ و آہنگ میں ڈھالنے میں خاصے کامیاب ٹھہرے ہیں۔ مزید یہ کہ تلمیحات قرآنی نے جہاں کہیں تلمیحی مرکبات کی صورت اختیار کی ہے، غالب کی شوخی ادا دیدنی ہے۔ ان کے تلمیحی مرکبات کی ایک اہم صورت ادبی تلمیجوں سے عبارت ہے جہاں بہ ظاہر روایتی تلمیحی لفظیات مرکبات کی صورت ڈھلے ہیں لیکن بہ باطن ان سے متاثر کن معنی آفرینی اور خیال اگلیزی کی گئی ہے۔ مثلاً ایسی ادبی تلمیحی ترکیبات میں 'شوخی تحریر'، 'جوئے شیر'، 'بالی عنقا'، 'مانع و حشمت خرامیہاے لیلی'، 'خانہ مجنوں صحراء'، 'گردشِ مجنوں بہ چشمکھاے لیلی'، 'نقاش کیک تمثال شیریں'، 'دیوارِ دیستاں'، 'قیس و کوکن'، 'دارو

رسن، وادیِ مجنوں، عشق و مزدوریِ عشترت گہ خرسو، نکونامی فرہاد، دشت قیس، بناتِ لعش گردوں، نافِ غزال، دستگاو دیدہ خوبزارِ مجنوں، عمرِ خضر، رگِ لیلی، خاکِ دشتِ مجنوں، نفسِ قیس، شمعِ سیدہ خاتہ لیلی، خامہ مانی، قیس و کوہن، تاریکی زندانِ غم، وحشتِ مجنوں، خیالِ طرہ لیلی، اور وادیِ مجنوں، وغیرہ سے انھوں نے ادبی شعری روایت سے اخذ شدہ تلمیحات کو نئی معنویت دے دی ہے۔ یاد رہے کہ جن اشعار میں ایسی ادبی تلمیحیں بہ صورت مرکبات لائی گئی ہیں ان میں شعریت اور بلاغت انہا کو چھوٹی نظر آتی ہے۔ کلام غالب میں مستعمل تلمیحی ترکیبات کا ایک نمایاں زاویہ تاریخی تلمیحیں کو اس طور پر لانا ہے کہ پیش کردہ معنویت بھر پور طور پر اجاگر ہو سکے۔ اس سلسلے میں غالب کے ہاں تاریخی اشخاص و مقامات دونوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ مثلاً فریدون و جم و کیسر و داراب و بہمن، عزم سیر نجف و طوفِ حرم، خاتم جمیل، شاہ سلیمان جاہ، فرمائیں رواے کشور ہندوستان، ساغر جم، شاہ دیندار (اشارہ بہ طرف بہادر شاہ ظفر)، جامِ جم اور دشتِ تار، جیسی ترکیبیں اس سلسلے میں نمایاں ہیں۔ تاہم غالب کے اردو کلام فارسی کے مقابلے میں تاریخی تلمیحی مرکبات کا تناسب قدرے کم ہے اور ایسے اشعار میں شعریت بھی دیگر کلام کے مقابلے میں کم ہے۔ جزوی طور پر دیکھیں تو کہیں کہیں ان تینوں صورتوں سے ہٹ کر بھی تلمیحی ترکیبات دکھائی دیتی ہیں، مثلاً صوفیانہ حوالے سے 'دارو رسن'، 'تلکید شک طریقی منصور'، 'ساز انا، لمحہ'، اور قلم سرنوشت اور خالصتاً ادبی اشخاص کے تذکرے کے ضمن میں 'وحشت و شیفتہ'، 'معتقد میر' اور 'ریشک ہم طریقی' و در داڑھ باگ ہزیں، جیسے مختصر و طویل مرکبات بھی کلام غالب میں تلمیحی حسن پیدا کر گئے ہیں۔

ترکیباتِ غالب کا یہ سرمایہ بلاغت، جدت تاثیر اور تنوع کے اعتبار سے متاثر کن ہے۔ یہ ترکیبیں قواعدی و شعری دونوں حوالوں سے بے مثال ہیں۔ ان میں غالب کی تخلیقی استعداد اور ذہانت کی تمام تر جوانیاں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خالص ترکیب سازی کے لحاظ سے یہ ترکیبیں اردو شاعری کا نقطہ عروج ہیں، جہاں ایک ایسے شاعر بے مثل کی تخلیقی و تخيیلی لیاقت کا امپھار ہوا ہے، جس کے اثرات آنے والے دور کی شاعری پر نمایاں طور پر مرسم ہوئے۔

حوالے اور حواشی:

(۱) ان ترکیبات کے لیے دیوانِ غالب (مرتبہ) حامد علی خان، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، (۱۹۶۹ء) سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۱)	ایضاً، ص ۱۰۱
(۲)	۱۳۸، ص ۱۱۳
(۳)	۱۱۳، ص ۱۱۳
(۴)	۱۸۲، ص ۲۷۱
(۵)	۱۸۸، ص ۱۸۸
(۶)	۱۸۲، ص ۲۷۱
(۷)	۱۸۲، ص ۲۷۱
(۸)	۱۸۲، ص ۲۷۱
(۹)	۳۵، ص ۱۱۳
(۱۰)	۱۱۳، ص ۳۵

۱۳۳	،، ص ۱۰	(۱۳)	۱۰	،، ص ۲۵	(۱۱)
۱۵۹	،، ص ۱۵	(۱۴)	۱۵	،، ص ۱۳۹	(۱۲)
۱۲۸	،، ص ۹۲	(۱۹)	۹۲	،، ص ۱۷۲	(۱۷)
۸	،، ص ۸	(۲۲)	۸	،، ص ۹۹	(۲۰)
۵۷	،، ص ۳۲	(۲۵)	۳۲	،، ص ۱۰	(۲۳)
۸۲	،، ص ۷۵	(۲۸)	۷۵	،، ص ۷۲	(۲۲)
۱۰	،، ص ۹۲	(۳۱)	۹۲	،، ص ۸۳	(۲۹)
۱۲۷	،، ص ۱۲۳	(۳۲)	۱۲۳	،، ص ۱۱۲	(۳۲)
۱۲۹	،، ص ۱۲۷	(۳۷)	۱۲۷	،، ص ۱۲۷	(۳۵)
۱۳۸	،، ص ۱۳۸	(۴۰)	۱۳۸	،، ص ۱۳۸	(۳۸)
۱۶۶	،، ص ۳۷	(۴۳)	۳۷	،، ص ۱۳۶	(۴۱)
۱۷۳	،، ص ۱۷۰	(۴۶)	۱۷۰	،، ص ۱۲۷	(۴۳)
۱۸۰	،، ص ۱۷۱	(۵۲)	۱۷۱	،، ص ۱۷۳	(۵۰)
۱۸۲	،، ص ۱۸۲	(۵۵)	۱۸۲	،، ص ۱۵۵	(۵۳)
	،، ص ۱۵۱	(۵۷)	۱۵۱	،، ص ۱۸۲	(۵۶)

